Digitized by Khilafat Library Rabwah

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارات ان مراد ابی یوسف ایضا عن العامی الجاهل الذی لا یعرف معنی النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی کلام صاحب الخزانة وهو فی عدة تصانیف علماء ثقات کعقد الجید والایقاظ والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہین۔ ان اشارات (کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مراد بہی عامی سے ایسا جاہل آدمی ہے جو حدیث کے معنے و مراد نہ جانے۔ پس امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام محمد کے قول سے (جس سے امام ابو یوسف کا قول بہی موافق ہو گیا ہے) معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی حدیث پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب پر دفع ہوا۔

صاحب خزانة الروایا کا کلام تمام ہوا۔ اور یہہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات مین (جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی۔ دراسات اللبیب) وغیرہ مین موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔ اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندہی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن شحنة فی نهایة النهایة وان کان ای ترک الامام الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان له طریق غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال البعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایۃ مین کہا ہے اگر کسی حدیث کو امام نے ضعف اسناد کے سبب ترک کیا ہے تو دیکھا جائے کہ سوا اس سند کے اسکی کوئی اور صحیح سند بہی ہے یا نہین اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب ہوگا۔ اس حدیث پر عمل کر دینے سے مقلد

صنف فی هذ المقصود۔ وقال فی البحر وان لم یستفت ولکن بلغه الخبر وهو قوله علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام افطر الحاجم والمحجوم وقوله الغیبة تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تاویله فلا کفارة علیه عندهما لان ظاهر الحدیث واجب العمل خلافا لابی یوسف لانه قال لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمه بالناسخ والمنسوخ۔ قال ابن الغرس فی حاشیة الهدایة قوله ولو بلغه الحدیث واعتمده یعنی افطر الحاجم والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی لا کفارة علیه اذا احتجم ثم اکل علی ظن ان الحجامة فطرته معتمدا علی الحدیث لان قول الرسول لا ینزل عن قول المفتی فی العبارة مسامحة بل هو خطاء والامر اعظم من ذلک۔

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے ثابت ہوچکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین کہا ہے کہ اگر اس عامی (سینگی لگوا کر روزہ کھول دینے والے نے) کسی مفتی سے فتوے نہین لیا مگر اُسکو یہ حدیث پہنچ گئی کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوکا افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اور اُسکو اسکا منسوخ یا مؤول ہونا معلوم نہوا تو بھی اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ عامی کو ناسخ و منسوخ کا عمل نہین ہوتا۔ ابن الغرس نے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اسکو حدیث پہونچے اور وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکھتا ہے کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم پہنچ جاوے اور اسکے ظاہری معنے کے بھروسے پر وہ سینگی لگوا کر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بھی یہی حکم ہے کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیه الکفارة فان علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث وفی تعلیله نظر فان المسئلة اذا کانت مسئلة النزاع بین العلماء وقد بلغ العامی الحدیث الذی احتج به احد الفریقین کیف یقال فی هذا انه غیر معذور فان قیل هو منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ ما یعارضه ومن سمع الحدیث فعمل به وهو منسوخ فهو معذور الی ان یبلغه الناسخ ولا یقال من لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل به حتی تعرضه علی رای فلان او فلان وانما یقال له انظر هل هو منسوخ ام لا - اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے بزرگ ہے - اور امام ابو یوسف کا اسمین خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ اسپر کفارہ ہے کیونکہ عامی کیلئے فقہا کا اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی پہچان نہین ہے - امام ابو یوسف کی اس دلیل مین یہہ شبہہ ہے کہ جس حالت مین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہو اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جس سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق استدلال کرتا ہے تو پہر وہ عامی اس مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے تمسک کر نیمین کیون معذور نہین ہے - اگر کوی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بہی عمل کرلے تو بہی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا علم نہو - اور جو کوئی حدیث صحیح کو سنے اُسکو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ تو اسپر عمل نکر جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا منسوخ ہونا دیکھہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

یعنے بجاے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرت کے قول سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بڑھکر نہین ہے یہہ کہنا کہ آنحضرت کا قول قول مفتی سے نیچے و کمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

324

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

اذا اعتقد مجتہد مجتہدًا ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہما لانہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انہم مجتہدون ملتزمون ان لا یحدثوا مذہبا - اما کونہم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم ملتزمین ان لا یحدثوا مذہبا فلان احداث مذہب زائد بحیث یکون لفروعہ اصول وقواعد متباینۃ لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاستیعاب المتقدمین سایر الاسالیب نعم لا یمتنع علیہم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذہب غیر امامہ فی واقعۃ لم یجز لہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہین کرتا اور یہہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بھی نہین ہوسکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد - کچھہ اور ہی ہون - کیونکہ (اجتہادی+ مسایل مین) ہمارے لئے (سواے حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ہے -

اس باب مین قول مختار یہہ ہے کہ وہ مجتہد ہین پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نہ نکالین مجتہد تو اسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین - نیا مذہب نہ نکالنے کے التزام کی یہہ وجہ ہے کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکے فروعات کے اصول و قواعد متقدمین (مجتہدین) کے قواعد سے جداگانہ ہون مشکل ہے - کیونکہ متقدمین نے سبھی اصول وقوانین کو پورا لیلیا ہے - ہان انکو یہہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید کرین

+ یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہاد ہے (دیکھو ضمیمہ نمبر ۲ ج ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے -

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

امامہ لکن وقوع ذلک مستبعد لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری الحنفی ما ظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت موافقۃ ابن المنیر لهذا انفا غیر انہ استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج فی التحبیر بعد نقل هذا من الزرکشی وما استبعدہ لیس بعید انتہی۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر انکو اپنے امام کی تقلید جایز نہین ہے ولیکن ایسا وقوع مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون کی نظر کمال کو پُہنچ چکی ہے

قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین قوی سمجھے اسمین وہ اسکی تقلید کر لے۔ اور تو نے اس باب مین **ابن المنیر** کی اس سے موافقت بھی سُن لی ہے فرق صرف اتنا ھی کہ اُس نے اس امر کی وقوع کو بعید سمجھا ہے۔ ابن **امیر الحاج** نے **تحبیر** مین زرکشی کے اس قول کو نقل کر کے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھا ہے وہ بعید نہین ہے۔

صاحب **دراسات** نے اس کلام زرکشی و ابن امیر الحاج کو نقل کر کے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فیہ نظر لا سیما فی اتباع المذاهب الخ ان المتبحرین من العلماء والعلم والمذهب ماخوذ من افعالهم کما هو ماخوذ من اقوالهم لم ینصبوا انفسهم نصبۃ المقلدین عملا وقولا اما عملا فلبیان ترجیحهم دلائل الخصوم والعمل بها بعد ترجیحهم بل بعض العلماء ترکوا تمام مذهب وقلدوا مذهبا اخر وهذا ابو جعفر الطحاوی

کے اس قول کا (اُن لوگون کو عامی قرار دینا محل اعتراض ہے) حاصل یہہ ہے کہ **متبحر علمائ** (جنکے افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکھے جاتے ہین) قول و فعل سے کسیکی **مقلد** نہین **فعل** سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پھر بعد ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون نے تو بالکل ھی اپنا مذہب چھوڑ دیا اور مذہب غیر کو اختیار کر لیا ہے یہہ (دیکھیو) ابو جعفر طحاوی

تحنف بعد شفعويته - وامّا قولهم فلصدور قول مثل ابي علي السّابن وغيره فلو كان حدهم اللحوق بالعوام الصّرفة بحكم الشريعة المطهرة لكان قولهم وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان عظيم يتوجه اليهم فلم يبق الا ان نقول كان لهم الاجتهاد في المسايل الجزئية والاخذ بالتي قوى عندهم دليلها وترك غيرها التي ما صحت الحجة عليهم من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم لو لم يلحقوا بالمجتهدين في هذه المسايل وليسوا ملحقين بالعوام لزمت الواسطة بين من هو مجتهد وبين من ليس بمجتهد وليس لنا سوى حالتين واذا كانوا مجتهدين ولو في بعض المسايل يحرم عليهم تقليد غيرهم فيه وهذا هو القول بالتجزى في الاجتهاد وعليه الجمهور وقد حكيت هذه المسئلة في اصول ابن الحاجب وذكر فيها جوازها وهو قول اصحاب ابي حنيفة على ما ذكره البستي من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی ہوگئے **قول** سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے رو سے عوام کا سا ہوتا تو انکا یہہ قول وعمل شریعت سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان باندھنا ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچھہ نہین کہا جا سکتا کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد حاصل تھا اور (ان مسایل کو جنکے دلایل انکے نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے نہ ہون انکو چھوڑ دینا انکا کام تھا اور اگر انکو ایسے مسایل مین مجتہد نہ کہا جاوے اور عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد وغیر مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ) نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین) سوائے دو حالت اجتہاد و تقلید ہماری کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ وہ مجتہد ٹھہرے (بعض مسایل مین ہی کیون نہ ہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد و تقلید مین تجزی کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

---

* دیکھو حاشیہ صفحہ (١٧)

من مشايخنا وهو مختار الغزالي و نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين وقال انه الصحيح وقال ابن دقيق العيد هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام في التحرير انه الحق واما قول العلامة التفتازاني في الفصول البدائع والحق عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة لما مر في حد الفقه ان الفقيه هو المتهيئ للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط في الكل وان المقلد يجوز علمه ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى) ففيه المطالبة عليه باثبات هذا النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت الرواية لابن امير الحاج صاحب التعبير عن فقهاء الحنفية بقوله اجاز التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم ۔

یہہ مسئلہ **تجزی اجتہاد** اصول ابن حاجب مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز بیان ہوا ہے اور یہی امام **ابو حنیفہ** کے اتباع کا قول ہے چنانچہ بستی نے نقل کیا ہے اور یہی امام **غزالی** کا مذہب مختار ہے اور **سبکی** نے اسکو اکثر علماء کیطرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ صحیح ہے ابن **دقیق العید** نے کہا ہے کہ یہی مختار ہے **شیخ الحنفیہ** ابن الہمام نے **تحریر الاصول** مین کہا ہے کہ یہی حق ہے اور **جو** علامہ تفتازانی نے فصول البدائع مین لکھا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے کہ فقیہ وہ ہے جو سبہی احکام کے استنباط کے لئے تیار ہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین اجتہاد صادق نہین آتی ۔ رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہی تو اسکا بعض احکام کو دلایل سے جاننا کیا معنی رکھتا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا دلایل سے معلوم ہونا جایز ہی اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہے وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

كما اخذ صاحب البدايع معارض هذا عن حد الفقه فحكم على الماخوذ بانه المنقول عن ابي حنيفة مع الفرق بين الماخوذ من كلامه والمنقول من صاحبه ولما حكم افضل المتاخرين منهم في التحرير بان التجزي هو الحق بالحصر المفيد لبطلان ما ينقل في الباب مما سواه على ان صاحب البدائع لم يدع نقل ذلك صريحا عن ابي حنيفة بل فهم من التعريف المنقول عنه حيث قال لما مر في حد الفقه الخ وفي فهمه ذلك نظر ظاهر فان المتهئ للكل هو الفقيه المطلق الذي يكون صاحب مذهب مستقل وانما التجزي يوجب جواز مجتهد متهئ لما يتعلق بالجزئيات التي فيها اجتهاده فالتهئ للكل ليس شرطا

اور نہ کہتا کہ یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ یہ ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہہ کہ انکے کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی اجتہاد فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔ پھر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح طور پر منقول ہونا اور ہی اور اسکا اسکی کلام سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام) اپنی تحریر مین یہہ نہ کہتے کہ تجزی اجتہاد ہی حق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے اسبات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہونے کا خود دعوی نہین کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) اور اِس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اِسلئے کہ جو تعریف مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار ہونا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین جنہین وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقاً بل للمجتهد المطلق دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس له فيه يد على الاجتهاد على ما صرحوا فتسمية من فرض كونه مجتهداً مقيداً في الحد بالمقلد في قوله وان المقلد هو ذعمله ببعض الاحكام عن الادلة انتفى عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار رہونا ضروری ہے۔

اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق (جو سبھی مسایل مین مجتہد و صاحب مذہب ہو) کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہونا شرط ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل مین اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل مین جنمین اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو دوسرے امام کا مقلد بھی ہوتا ہے پس اسکو ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد ہونے کو (ان مسایل مین جنمین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا۔

اِن شواہد سے ہمارا دعوی دوم وچہارم ثابت ہوا۔ اور دعوی اول وسیوم پہلے ثابت ہوچکا ہے۔ اِن چارون دعاوی کے ثبوت و دلایل سے محقق ہوا کہ اولا تو ظواہر و نصوص پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید مین تجزی جایز ہے۔ وبناءً علیہ جایز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا وہ ماخذ اور اصل کتاب و سنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین (جنکو آیات و حدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے) اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہین ہے

شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید مشہور مثل ہے -

اِس کے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکھائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسایل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین -

علامہ ہارون حنفی کتاب نا طورۃ الحق مین فرماتے ہین - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہی - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہکار ہے جسپر تعزیر واجب ہی تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہو گا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کر کے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پہر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہی تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہو گا قاضی پر اِسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اِسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

> فان قیل هذا البیان ینافی ما صرحوا بان عصر الاجتهاد قد مضی واهله قد انقرض منذ زمان طویل وانقضی وان دلیل المقلد قول المجتهد ویجب الصلابة فی المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد وبرهان اثم یجب علیه التعزیر وبدونهما اولی - قال صاحب الخلاصة من الحنفیة ان القاضی اذا قاس مسئلة علی اخری وحکم فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعی علیه یوم القیمة علی القاضی والمدعی لان القاضی اثم بالاجتهاد لانه لیس من اهل الاجتهاد - والمدعی اثم باخذ المال قال الغزالی من الشافعیه فی احیاء العلوم ومن لیس له رتبة الاجتهاد وهو حکم

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما يفتي فيما يسئل عنه ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له ضعف مذهبه لم يجز له ان يتركه وليس له الفتوى بغيره - وما يشكل عليه يلزمه ان يقول لعل عند صاحب مذهبي جوابا عن هذا فاني لست مستقلا بالاجتهاد في الشرع وقال ابو العباس القرطبي من المالكية في شرح مسلم - المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل باستنباط الاحكام من ادلتها فهذا لا شك في انه اذا اجتهد ماجور ولكن يعسر وجوده بل العدم في هذه الازمان وثانيهما المجتهد في مذهب امام وهذا غالب قضاة العدل في هذه الزمان وشرط هذا ان يتحقق اصول امامه وادلته وينزل عليها احكامه فيما لم يجده منصوصة في مذهب امامه واما ما وجده منصوصا فان لم يختلف قول امامه عمل على ذلك النص وقد كفى مؤنة البحث والاولى به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف بہی معلوم ہو تو اسکو نہ چہوڑے اور اس کے سوائی دوسرے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالنے مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے ہین اسکی شرط یہ ہی کہ پہلے اصول و دلایل امام کو خوب جانے اور ان سے ان احکام کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب مین نہ پاوے اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وجه ذلك واما ان اختلف قول امامه فهناك يجب عليه البحث فی الاولی من القولين علی اصول امامه انتهی وقد اختلف اراء المتاخرين من اصحاب الشافعی فی ان الغزالی وشيخه ابو المعالی الجوينی والرويانی من اصحاب الوجوه فی المذهب ام لا - مع قول الرويانی لو ضاعت نصوص الشافعی لامليتها من صدری ولما ادعی السيوطی علی راس المائة العاشرة قام معاصروه ورموه عن قوس واحد وانكروا عليه دعواه وكتبوا اليه مسايل اطلق اصحاب فيها وجهين وطلبوا منه الترجيح علی قواعد الاجتهاد فرد السوال من غير جواب واعتذر بان له شغلا يمنعه عن النظر فيه. فاذا ظهر نزول هولاء وتقصيرهم عن هذا القدر فكيف من دونهم بالكثير من ذلك

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت سے نجات پاوی - اور اگر اسکی دلیل ووجہ کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین دونون اقوال سے اولی قول کی بحث وکرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ کا اسمین اختلاف ہی کہ امام غزالی اور انکا اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی شافعی مذہب مین مجتہد محتمل قول امام کے وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین - باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکھا ہے کہ اگر امام شافعی کے سبھی اقوال جاتے رہین تو مین انکو اپنی یاد سے لکھدون اور جب امام سیوطی نے دسوین صدی کے سرے پر مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب مین دو طرح پر بیان کئے گئے تہے لکہکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ کی ترجیح کے خواستگار ہوئے امام سیوطی نے اِن مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکھنے سے عذر کیا - جب ایسے لوگون کا اِس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پھر انسے نیچے والونکا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة لما تفيده من الحكم من غير تخصيص بشخص دون شخص وعصر دون عصر ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلك صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد فرض دائم وحق قائم الى قيام الساعة وانقراض هذه النشاءة ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وفقهاء اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن عبد الكريم الشهرستاني فی كتاب الملل والنحل النصوص متناهية و الوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى لا يضبطه ما يتناهى فالاجتهاد والقياس واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة اجتهاد - وكلام الغزالی على سبيل الالزام على معاصريه في خوضهم على المناظرات طلبا للجاه والمال - وقد صرح صاحب احمد بن علی بن برهان بان العاصی

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ) کہتا ہون کہ قرآن و حدیث وغیرہ دلایل شرعیہ سے تمسک کرنیکی دلایل ہر ایک کو اس تمسک کی اجازت دیتے ہین کسی شخص اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز حالت ضرورت جسکی حد زمانہ ناواقفی ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص تمام ہوئے محض بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین۔

محمد بن عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین کہا ہے کہ آیات و احادیث محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل ہے۔ اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہوا تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے۔

اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنی زمانہ بہی اٹھایا ہی یہہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا و مال کے لئے جہگڑہ کرتے تہے انکو

لا یلزمه التقلید بمذهب وصححه النووی وکلام القرطبی فی المجتهد المطلق لاصحاب المذاهب المتبوعة وکلام الخلاصة محمول علیه ولا یدل کلامهم قط علی امتناع وجوده بل علی عدم وجدانه فی تلک الازمنة ومبنی علی الاستقراء الناقص فحسب ومایدریهم باحوال البلدان النائیة والازمان الاتیة۔

ولعل الله یحدث بعد ذلک امرا۔ ولا یلزم من عدم کون الغزالی والجوینی والرویانی والسیوطی مجتهدین ان لا یکون مجتهد غیرهم لو سلم انهم لم یبلغوا رتبة الاجتهاد وقد قال ابن الرفعة لم یختلف اثنان فی ان ابن عبد السلام وابن دقیق العید بلغا رتبة الاجتهاد انتهی وابن عبد السلام من رجال المائة السابعة وابن دقیق العید مات سنة اثنین وسبع مائة وابن الهمام لیس شاءه

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہے کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے۔ اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے۔

اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا ہرگز نہین پایا گیا ہان اِس زمانہ مین مجتہد کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم ہے۔ شاید خدا انکے بعد کوئی اور امر پیدا کرے۔ اور غزالی و جوینی و رویانی و سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان بھی لیا جاوے) یہہ لازم نہین آتا کہ انکے سوائے اور کوئی مجتہد نہو۔

ابن الرفعہ نے کہا ہے اِس بات مین دو شخصون کا بھی خلاف نہین ہے کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سنہ ۷۰۲ ساتسودو مین فوت ہوا اور ابن الہمام کی راے اسی کچھہ کم نہین ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بدون شانهما بل هو احق بذلك منهما ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل على الترك او بالعكس سوى قول المجتهد الذي يقلده وينتحل رايه وليس معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا۔

وما نقل بعضهم في كتاب تحرير الاصول من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلاً فان المذكور في التحرير ما نقله عن الكتاب البرهان لابي المعالي الجويني ان اجماع المحققين على منع العوام من اعيان تقليد الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا ووضعوا ودونوا۔ ثم قال وعلى هذا ما ذكره بعض المتاخرين يعني ابن الصلاح منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ اِن دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ لائق ہے اور جو انہون نے کہا ہے مقلد کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہوکر تقلید ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکی وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی رائے لیتا ہے اور کوئی دلیل نہین ہے اور اسکے معنی یہ نہین کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور دلایل سے تمسک ناجائز۔ اور یہہ تم پہلے جان چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے کہ وہ مقلد بھی ہو جاوے۔

اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل نکرنے پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے تحریر مین تو صرف اس قدر ہے جو اُس نے کتاب برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے خوض کرکے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع کیا پھر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم
لانقراض اتباعهم انتهى۔

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل
هذا انه امتنع تقليد غير هؤلاء لتعذر
نقل مذهبهم وعدم ثبوت حق لثبوت
او لانه لا ينقل الا عن غيرهم ومن ثم قال
الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف
بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق
ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز
تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا
اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم
من الاحكام لم يجز مخالفته الا بدليل
اوضح من دليله انتهى۔

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى
بهتانا عظيما واثما مبينا وقال
انعقد الاجماع۔ وحمله على الاجماع
الشرعي احد الادلة الاربعة وتعصب
على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام
وانما هو نقل عن غيره اتفاق من صنف

کیونکہ صرف انکے مذہب میں انضباط پایا جاتا
ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا
اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے
جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ
انکے اتباع و انصار گذر چکے ہین -

ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ
اسکا حاصل یہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے
منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹہیک ٹہیک نقل نہین
ملتی نہ یہ کہ انکے سوا کسی اور کی تقلید جائز
ہی نہین ہے - اسی لیے شیخ عز الدین بن
عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال
مین در حقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر ان
اماموں مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت
ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جائز ہے اگر ثابت
نہ ہو تو نہین اور یہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ
جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب
ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جائز نہین ہے
مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی
دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا -

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ائمہ اربعہ کے مذہب کے سوا
اور مذاہب کی تقلید ناجائز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا پھر اسبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك لا يوجب
تقليد الاربعة فحسب لان من عداهم
جمع وفير وان لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم — والحق انه لا يصح هذا النقل
اصلاً لما مر من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوے
وانى وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فى فتح القدير وغيره ما ينافيه
قال فى فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالتزام نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالىٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون — والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذٍ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعني منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس من تتبع الرخص

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور درحقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگونکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پھر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار امامون کی خصوصیت تقلید
ثابت نہین ہوتی - کیونکہ اُن کے سواے
اور امامون نے بھی خوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہہ ہے کہ یہہ نقل کسیوجہ
سے صحیح نہین ہے اور یہہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہہ اجماع کہان ہے اجماع تو
اسکے خلاف پر ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
مین اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معین
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہین دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرلے چنانچہ اس آیت مین ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور یہہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالبًا یہہ جو لوگون نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سے دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہہ لوگون کو رخصتون اور آسان باتون

ہمکو اس آیۃ کی اس تفسیر مین کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱۵ مطبوعہ ۸ [illegible] ۱۸۸۶ء مین لکھہ چکے ہین -

واخذ العامی فی کل مسئلة بقول مجتهد اخف علیه۔

وانا لا ادری ما یمنع من هذا من النقل والعقل فکون الانسان یتبع ما هو اخف علی نفسه من قول مجتهد مسوغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع ذمه علیه وکان صلی الله علیه وسلم یحب ما خفف علی امته الا قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر واجمع الصحابة رض ان من استفتی ابا بکر وعمر وقلدهما فله ان یستفتی ابا هریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر فمن ادعی برفع هذین الاجماعین فعلیه البیان او الدلیل هذا کلامه۔

وقد ضبط وسبر مذهب جماعة من الائمة سوی الاربعة ولهم اصحاب ینتحلونه واتباع یعملون به الی ان سرد اسماءهم واسماء من تبعهم منهم عبدالله بن عباس رضی الله عنه

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے عقل یا شرع کی طرفسے کونسا مانع ہے بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا شرع کے روسے منع نہین ہے۔ اور آنحضرت صلعم اپنے امۃ کے لئے تخفیف کو دوست رکھتے۔ قرانی نے کہا ہے اس پر اجماع ہوچکا ہے کہ جو اسلام لاوے وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تھا کہ جو ابوبکر رض وعمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچھے اور ان کی تقلید کرے وہی ابوہریرہ رض ومعاذ بن جبل رض وغیرہ سے مسایل پوچھے اور بلا انکار انکے اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون کے اٹھانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان لازم ہے

اور ضبط وخوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب مین تبایا گیا ہے اور اماموں کے مذاہب مین بھی پایا جاتا ہے انکا اتباع بھی موجود ہین جو انکے راے لیتی ہین اور اسپر عمل کرتے ہین پہر ان اماموں کا اور انکی اتباع کا

وسفیان الثوری - وابی ثور وداود بن علی الظاهری ومحمد بن جریر الطبری وابی بکر محمد بن خزیمة وتقی بن مخلد القرطبی واسحق بن راهویه ترکنا التفصیل مخافة السامة والتطویل ثم قال فکیف یصح دعوی هذا الاجماع ومعنی وجوب الصلابة فی المذهب وجوب الثبات علی الطریقة الثابتة عن النبی صلعم والصحابة والتابعین ومن بعدهم من ایمة الدین والسلف الصالحین علی ما بیناه - لا التقلید بفتوی فقیه واحد والتعصب له علی صاحبه من غیر قیام دلیل یوجب ذلك ومن یتعصب لواحد من الایمة دون البواقی ویری ان قوله هو الصواب ویجب اتباعه ورد غیره وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو ضال جاهل بمنزلة من یتعصب لواحد من الصحابة کالروافض والخوارج والنواصب وغیرهم من اهل البدع والاهواء وقال الرافعی وغیره الواجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے ازانجملہ عبداللہ بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن راہویہ ہین ان لوگون کی تفصیل حال کو خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک کر دیا ہے پھر علامہ ہارون نے کہا ہے کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے معنی یہ ہین جو آنحضرت و اصحاب و تابعین اور انکے پیچھے آیمہ دین اور سلف صالحین سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی ایک فقیہ کے فتوی سے مقید ہو رہے اور اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا تعصب کسی ایک امام کی پیروی مین کرے اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج اور نواصب کا حال ہی امام رافعی نے کہا ہی واجب وہی ہی جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

وداؤد ظاہری

ورسولہ

باقی آیندہ

ولم یوجب الله ورسوله علی احدٍ من الناس ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فیقلده فی دینه کل ما یأتی منه ویدع غیره علی ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا یحل الحاکم ولا مفت تقلید رجل فلا یحکم ولا یفتی الا بقوله انتهی۔ قال ابن امیر الحاج فی شرح التحریر وقد انطوت القرون الفاضلة علی عدم القول بذلک بل لا یصح للعامی مذهب ولو تمذهب به لعدم تاهله ولیس له نظر وبصیرة بالمذهب علی حسنه ولا یعرف فتاوی امامه واقواله ودعواه بانه حنفی او شافعی کقوله انا فقیه او نحوی وکیف یصح له الانتساب بالدعوی المجردة من الحجة والقول الفارغ من المعنی من کل وجهٍ هذا کلامه — وکیف تخیل صحة ذلک والکلمة الشایعة بین الامة من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم رحمة واسعة تشهد علیه بخلافه وعکسه بغیر مراده فانه لو جعل اتباع الواحد واجبا وتقلیده لازما یکون تضییقا وای تضییقٍ وفی اتباع الناس للعلماء علی التوزیع لیس فیه شیء

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ اماموں مین سے کسی ایک کی تقلید کو اختیار کرے۔ اور ون کے اقوال کو رد کرے ابن حزم نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی حاکم اور مفتی کو ہر حکم و فتوی مین ایک ہی مجتہد کی تقلید حلال نہین۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہین بلکہ عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کرلے تو) صحیح نہین ہے۔ نہ اوسکو مذہب مین نظر و بصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خبر اسکا یہہ دعوی کہ مین حنفی ہوں یا شافعی ایسا ہے کہ مین مجتہد یا نحوی ہون صرف دعوے سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ یہہ ابن امیر الحاج کا کلام ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت مین یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی اور اختلاف رحمت ہے" اس کے خلاف پر شاہد ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو لوگون کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی اور لوگون کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع بجواز اتباع كلٍ لكل في المسئلة الخلافية التي سوغ فيه الخلاف۔ قال ابو يزيد البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته۔ وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات وحمد الله جعل ذلك رحمة لنا ولولا ان الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة بالزام مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم آخر اقتضاه اجتهاده وشددوا في ذلك ثم قال والذي وسعه الشرع لهذه الامة بتقرير حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه الى غيره والحجر عليه ما لم يحجر الشرع واما الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشاهم عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدني فيما افتيتك به بل المنقول عنهم خلاف هذا۔ انتهى

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ تخفیف وسہولت نہین رکھتی۔ سہولت تو یہین ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو۔ ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام قشیری نے نقل کیا ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اِس رحمت کو فقہا ایک شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا) لازم ٹھہرا کر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی سے مانع ہوکر بند نہ کردین۔ پہر فرمایا جس امر کو شرع نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید اور اس روک لگانیسے (جو شرع نے اِن پر نہین لگائی) بند کر دیا ہے۔ امامون ابو حنیفہ ومالک واحمد و شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کرلو اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی نے کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

قال ابن العز في التنبيهات على مشكلات الهداية من يتعصب لواحد معين غير الرسول ويرى ان قوله هو الصواب الذي يجب اتباعه دون غيره فهو جاهل[+] بل كافر يستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة النبي المعصوم هذا كلامه وبالجملة لا يمكن ان يوجد دليل يوجب على احمد بن محمد اتباع ابي حنيفة رح وعلى احمد بن عمر اتباع الشافعي رح ثم العمل بمقتضى الادلة الشرعية والتمسك بالاصول الاربعة والاخذ بها ليس من الانتقال في شيء ولو سلم وفرض كون التشديدات المذكورات في كتب المتاخرين في حق المنتقل من مذهب الى اخر صحيحة فمحلها من ينتقل انتقالا كليا من غير برهان يدعوه اليه او اعتقاد رجحان يحمله عليه بل بمجرد التهاون وعدم المبالاة او اتباع هوى النفس وتشهي الطبع كما قيل في وجيه الدين المعروف بابن الدهان النحوي انه كان حنبليا

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے، وہ جاہل ہے[+] بلکہ کافر اس سے توبہ لیجاوے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹھہرایا ہے یہہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے ۔ پھر یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سختیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء متاخرین کی کتابون مین پائے جاتے ہین واجبی مان لین تو بھی انکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑ دین اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہہ کام کرین جیسا کہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تھا پھر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پھر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے اپنے

[+] ابن العز کا یہہ حکم قتل وتکفیر تشدد ہے ۔ ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی و اجتہادی ہے نہ کفر اعتقادی و عنادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہے جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہ ہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا یا اپنے امام کو رسالت مین آنحضرت کا

انتقل الى مذهب الشافعي ثم تحول
حنفيا حين طلب الخليفة نحويا يعلم
ولده النحو ثم انه تحول شافعيًّا حين شغرت
وظيفة تدريس النحو بالنظامية لما شرط
صاحبها ان لا ينزل فيها الا الشافعي -
الى ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الى
مذهب من الائمة الكبار من غير ذم احد
ولا انكار بنحو ما فصلناه في الضميمة الثالثة
من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب
الاعادة والتكرار - ثم قال -
فان قيل قد ذكرت ان الكتب الخمسة التي
هي اصول المذهب كالاخبار المتواترة او المشهورة
وان المتون كالنصوص وما سواها كالاخبار
الاحاد فكيف يكون الامر على ما ذكرت
قلت تلك كلمة حق وانت تريد بها معنى
باطلا وذلك لان كون الكتب الخمسة كالاخبار
المتواترة او المشهورة في كونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاد چاہا پہر شافعی ہو گیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تہی کہ اسمین بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکہا جاویگا -

پہر علامہ ممدوح نے اون اماموں کو بتفصیل بیان کیا جنہون نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱ مین ہو چکا ہے -

اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول مذہب (حنفی) کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند ہین اور اسکے سوای اور روایات اخبار احاد کی مثل ہین پہر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام کا مقلد نہ ہو رہے کچھہ اپنا اجتہاد بہی کرے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علماء کا

شریک سمجھتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جا سکتا اور حکم قتل تو کفر اعتقادی وعنادی پر بھی مطلقاً لگایا نہین جا سکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہ ہون جو کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین ہے اوران کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۶) جلد ۲ وغیرہ مذکور ہے -

رحمه الله بالتواتر والشهرة مثل الاخبار الثابتة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كذلك لا في كونها حقا البتة ثابتة في نفس الامر معصومة المراد محروسة المفاد عن الكذب والخطاء والريب بحيث يجب على كل احد وصل اليه الاخذ به والعمل بموجبه كخبر الرسول الواجب الاتباع اللازم الامتثال باوامره ونواهيه وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل ايات الكتاب واحاديث الرسول في القوة وكونها قطعية يقينية بحيث تجري مجراها في وجوب التمسك بها على كل احد وتضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضيها بل لما كان وضع المتون لجمع اقوال صاحب المذهب وحفظها دون غيرها فالمذكور فيها بمنزلة صريح المعزى الى ابي حنيفة مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله۔ ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التي ستصفح لها فيما سيتلى عليك واما المتون المحدثة في القرون المتاخرة فيها مما نزل عن ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہہ قول توحق ہے پر معترض نے اس سے غلط معنے مراد لیے ہین ان پانچ کتابون کا متواتر یا مشہور حدیثون کی مانند ہونا اس معنی کر ہے کہ وہ امام محمد بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہین جیسے کہ احادیث صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سے بتواتر منقول ہین نہ اس معنی کر کہ جو کچھہ ان کتابون مین ہے وہ حق ہے اور نفس الامر مین ثابت ہے اور کذب و خطا سے محفوظ ہے اور اسمین کسیکو شک کرنیکی مجال نہین ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و احادیث کی مثل ہونیکی یہہ معنی نہین ہین کہ وہ قوت ثبوت اور قطعیت صحت مین قران و حدیث کی مثل ہین تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے یہہ ہین کہ جو اقوال صاحب مذہب ان مین مذکور ہین وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول ہین چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمین جمع کیے جاوین ؎ ؎ ؎ پہر یہہ اعتماد علماء کا ان متون پر ہے جنکو ہم آیندہ بیان کرین گے رہے وہ متن

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاوى وغيرها ۔

ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال العلماء في تقديم العمل بالنصوص على الآراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة في الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين عليها وان اختلفت عباراتهم فيها اما الاولون فعباراتهم لا يصح عزو ما في النوادر الى ابي حنيفة والى ابي يوسف ومحمد رح الا اذا كان له اسناد متصل او وجد في كتاب مشهور معروف تداولته الايدى ۔ واما الآخرون فقالوا لا يؤخذ بقول كل كتاب وان ما في المتون مقدم على ما في الشروح وهو مقدم على ما في الفتاوى وتفصيل المقام ان المسائل الفرعية في مذهبنا على مراتب الاولى مسائل الاصول وهي ظاهر الرواية وظاهر المذهب هي التي اشتملت عليها تاليف محمد بن الحسن من الجامعين والسيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پچہلے زمانون مین بنائے گئے ہین سو اس درجہ اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین پہر وہ ان متنون مین شرحون اور فتاوون وغیرہ سے بہی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل بیان کیا اِسکے بعد کہا کتب فقہ و فتاوی کے حالات پر متقدمین اور متاخرین علماء کے کلمات کا اتفاق ہے اگرچہ ان کے بیانات و عبارات مختلف ہین متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر مین ہو اسکو امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف و امام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہین ہے بجز اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی مشہور کتاب مین پائی گئی ہو۔ متاخرین نے یون کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے مقدم ہے“۔ اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون سے مقدم ہے“۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہمارے مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ ہین۔ درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اُسکو ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بہی کہتے ہین یہہ اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون (جامع صغیر

المسائل التي اسندها محمد بن الحسن عن ابي يوسف عن ابي حنيفه وصنف تلك الكتب في بغداد ثم تواترت عنه او اشتهرت برواية جمع كثير وجم غفير من الصحابة قد بلغ عددهم مبلغا لا يجوز العقل تواطئهم على الكذب او الخطأ وهلم جرا الى ان وصل الينا۔

الثانية مسائل النوادر وهي غير ظاهر الرواية لانها لم تظهر كما ظهرت الاولى ولم ترو الا بطريق احاد بين صحيح وضعيف كالرقيات والكيسانيات والجرجانيات والهارونيات من تصانيف محمد التي رواها عنه الاحاد ولم يبلغ حد التواتر والشهرة عنه والرقيات صنفها حين نزل رقة مع الرشيد مقاضيا عليها والكيسانيات رواها عنه شعيب بن سليمان الكيساني والجرجانيات روى عنه علي بن صالح الجرجاني من اصحابه وكتاب المنتقى للحاكم مجموع كلامه في غير رواية الاصول وفي حكمه ومن ذلك الامالي والجوامع لابي يوسف رحمه الله وكتاب المجرد للحسن بن زياد

وجامع کبیر دونو سیر زیادات۔ مبسوط) مین موجود ہین یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد بسند امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ سے لائے ہین۔ ان کتابون کو امام محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین۔

درجہ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے بطریق شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح یا ضعیف اسناد سے مروی ہوئی ہین جیسے رقیات (جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہو کر وہان گئے تہے) تصنیف کیا تہا) اور کیسانیات جنکو امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایت اصول کے سوای ہے مجموعہ ہی اور اسکی حکم مین ہین۔ اور کتاب امالی و جوامع ابی یوسف بہی اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ۔ نوادر ابراہیم بن رستم۔ نوادر ہشام بن عبید اللہ وغیرہ بہی از انجملہ ہے۔

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر محمد بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة والثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي وابي الحسين القدوري ومن في هذه الطبقة من علمائنا الكبار فهي موضوعة لضبط اقوال اصحاب المذهب وجمع فتاويه المروية عنه فمسائلها ملحقات بمسائل الاصول وظواهر الروايات في صحتها وثقة رواتها ويثبت فيها عند اصحابها بين متواتر ومشهور او احاد صحيحة الاسناد وتواترت عنهم وتلقتها علماء المذهب بالقبول منهم والثالثة الفتاوى وتسمى الواقعات وهي مسائل استنبطها المتاخرون من اصحاب محمد وابي يوسف وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم جرا مثل كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي جمع فيه فتاوى مشايخه ومشايخ شيوخه

اور جن مختصر کتابوں کو ماہر اماموں اور اکابر فقہاؤں نے جو علم و زہد و فقاہت و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہیں جیسے امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید و قدوری وغیرہ ہم جو ان کے طبقہ مین ہین تصنیف کیا انکی مسائل بہی اصول مسائل اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہین۔ و جزو سوم فتاوی جنکو واقعات بہی کہتے ہین یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد و امام ابو یوسف و زفر و حسن اور ان کے شاگردوں سے پچہلے علماؤں نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمین انہون نے اپنے اوستادون اور استادون کے اوستادون کے فتوون کو جمع کردیا اور مجموع النوازل احمد بن موسی کشی اور واقعات ناطفی اور واقعات صدر شہید۔

پہر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے جو گڈمڈ ہیں۔ اُن مین کچہہ امتیاز نہین۔ جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ۔

كمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل الرازى وعلى بن موسى القمى ومحمد بن سلمة وشداد بن حكيم ونصير بن يحيى البلخيين - ومجموع النوازل والحوادث والواقعات لاحمد بن موسى بن عيسى الكشى - والواقعات لابى العباس احمد بن محمد الرازى الناطفى[عه] والواقعات للصدر الشهيد ثم جمع من بعدهم فتاوى اولئك مختلطة غير ممتازة كقاضيخان فى فتاويه وصاحب المحيط البرهانى و خلاصة الفتاوى والسراجية وغيرها نعم قد احسن الشيخ رضى الدين السرخسى رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدا فى كتابه المحيط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر ثم الفتاوى فالاصول الستة فى مذهب ابى حنيفة كالصحيحين فى الحديث والنوادر كالسنن الاربعة والمحيط الرضوى كالمصابيح والمشكوة ومن ذلك اشتهر ان المتون كالنصوص بالمعنى الذى بينا وانها متقدمة على ما فى الشروح وما فيها على ما فى الفتاوى لان ما يورد فى الشروح

ہان شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول کو لائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل فتاوے کو۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی چھ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین اور نوادر ایسی ہے جیسے سُنن اربعہ اور محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوۃ اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے کہ متون فقہ نصوص کتاب وسنت کی مانند ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین (یعنی اون اماموں سے بسند متصل و متواتر ثابت ہوتی ہین نہ نفس الامر مین صحیح وخطا سے محفوظ ہوتی مین) اور یہہ بہی مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل شروح سے مقدم ہے۔ اور جو شروح مین ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکی سبب کچہہ قوت ہوجاتی ہے۔ اور جو مسائل فتاوون مین ہوتے ہین متاخرین

[عه] الناطفى - بالفاء لا بالعين ولا بالقاف (منه)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

من المسائل الاستيناس ما في المتون من الاصول
وكشف حالها غالبا فلعدم اعتضادها بالاصول
ثم ما في الفتاوى فانه مخلوط باراء المتاخرين
ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس
جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس
لها اسناد يوصلها الى صاحب المقالة ولا
اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة
وارباب العقول في المتانة من حيث
الزهد والورع والعدالة ولا من حيث
العلم والاتقان والفقاهة والحفظ
والثقة في الرواية بل انما جمعها اشخاص
من المتفقهين لم يعرف حالهم في الرواية
وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما
فيها من متفرداتهم الا بشرط مساعدة
الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية
واما الروايات الغريبة التي يتفرد
بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون
المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها
ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف
الاصول وباين المعقول والمنقول وحالها
في حكم الفهارس والجامع المجهولة النسبة

کی راؤن سے گڈ مڈ ہوتے ہیں۔ اِن سے اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ بجائے خود سب کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب اقوال تک پہونچے اور نہ اِن کے مصنف زہد و عدالت و علم و فقاہت مین اصحاب متون اور ان سے پہلے علماء کی مثل ہوتی ہین بلکہ اِن کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت و درایت کا حال کچھ معلوم نہین ان کتابون پر عمل نکیا جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور جن شاذ و نادر روایات کو پچھلی مصنفون سے ایک آدھ نے روایت کیا ہے اُسکا تو کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر اعتماد ہے۔ خصوصاً وہ روایات جو اصول و معقول و منقول کے مخالف ہون پس جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہو کر تقلید کا محتاج ہو اور وہ اسمین حالت ضرورت کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے پھر اُن روایات کو جو مختصر متون متقدمین

لہ ان الفاظ مین علامہ ممدوح نے حنفی مذہب پر یہ جتایا ہے کہ عالم کے لئے حنفی کہلاوے خواہ شافعی تقلید ایک اضطراری اور نا جاری کام ہے بجز حالت ضرورت یعنی عدم علم کتاب و سنت [illegible] کہنا جائز نہین [illegible] [illegible] نہ [illegible] وضاحت بیان [illegible] جیسا کہ ضمیمہ [illegible] مین بصفحہ (۹۰) منقول ہو چکا ہے ۱۲

الى المقاصد فهما اضطر المسلم الحنفي الى التقليد وانتهى حاله الى هذه الضرورة ياخذ بما في الاصول ثم بما في المتون المختصرات كمختصر الطحاوي والكرخي والحاكم الشهيد والقدوري رحمهم الله فانها تصانيف معتبرة وتاليف معتمدة قد تداولها العلماء وتنافس فيها الفقها واولعوا فيها حفظا ورواية و درسا وقراءة وتفقها ودراية وشرحا وتعليقا۔ وليس المراد من المتون الا مختصرات هؤلاء من حذاق الائمة والفقهاء الاجلة واما المختصرات التي جمعها المتاخرون كالوقاية والكنز و النقاية وغيرها فان اصحابها وان كانوا علماء صالحين فضلاء كاملين ليسوا بهذه المثابة من الثقة والفقاهة مع خلو كلامهم عن الحجة والاسناد وعدم سلامته عن نوع تغيير وخلط وتصرف في التعبير فلا يعتمد عليها هذا الاعتماد وانما يعمل بما فيها من الضروريات والمشهورات وما

(جیسے مختصر طحاوی وکرخی وغیرہ جنکو علماء نے قبول کر لیا ہے) × × × × مین ہون متون سے ان ہی اماموں کے مختصرات مراد ہین اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے جیسے وقایہ وکنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر ثقہ اور فقیہہ ہونے مین پہلے متنون والون کے برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام دلیل واسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا اُن پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے۔ ان متنون مین سے اُن مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہون اُن مسئلون کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے مصنفون کے نقل پر۔ جب ان متنون کا یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے بھی پیچھے والون لوگون کے جمع کیے ہین جیسے کتاب غرر۔ اور ملتقی اور تنویر (متن درمختار) بلکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راؤن سے پر ہین

فقد صح فی المذهب اعتمادا علی الشهرة او ظهور الصحة او ابتناء علی اعتضاد الاصول وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من اصحاب هذه الکتب فضلا عن المختصرات التی دونها من دونهم فان کتاب الغرر والملتقی والتنویر بل الوقایة والکنز وامثالها مشحونة بآراء المتاخرین

ثم بین اقسام المجتهدین وانواع الاجتهاد واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم فاختم فلا یقدر علی قسم منه احد من العباد ثم اعلم ان المجتهد بین بان احدهما المجتهد المطلق وهو صاحب الملکة الکاملة فی الفقه والنباهة وفرط البصیرة والتمکن من الاستنباط المستقل به من ادلة کابی حنیفة وابی یوسف ومحمد وزفر ومالک والشافعی واحمد والثوری والاوزاعی۔ وثانیهما المجتهد فی مذهب امام قالوا وهو الذی یتحقق اصول امامه وادلته ویتخذ نصوصه اصولا یستنبط منها الفروع وینزل علیها الاحکام عن ما یفعله بنصوص الشرع فیما لم یقدر علی الاستنباط من الادلة وهذه الطایفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگون کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد کے تو اقسام مقرر ہین جو ختم ہو چکی ہین انمین سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہین ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد دو قسم ہین۔

قسم اول مجتہد مطلق۔ یہہ وہ ہے جو فقہ اور استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو جیسے امام ابو حنیفہ وابی یوسف ومحمد وزفر وشافعی واحمد وثوری واوزاعی وغیرہ

دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ وہ ہے جو اپنے امام کے اصول و دلایل کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد مطلق کو نہین پہنچے اور وہ قسم اول کی رائے سے قاصر و کمتر ہین پر وہ محض مقلد بھی نہین ہین بلکہ وہ اہل نظر و استدلال ہین اصول وفقہ مین نظر رکھتے ہین اور علم اور سمجھ دار ہونے مین عالی محل ہے۔ اور جرح و تعدیل اور صحیح و ضعیف

312

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا في الفقه عن شأو اولئك لكنهم ليسوا بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال والبصارة في الاصول والخبرة التامة بالفقه ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس ونباهة الفكر وقدرة وافية في الجرح والتعديل والتمييز بين صحيح والضعيف وقدم عال في الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتلخيص المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف في الرواية وكامل وقاصر في الفقه والدراية وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف بابن الكمال احد الفضلاء المشاهير في الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون في الشرع كالائمة الاربعة ومن يحذو حذوهم في تاسيس قواعد الاصول واستنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة من غير تقليد لاحد في الفروع ولا في الاصول والثانية المجتهدون في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعۃ مین ثابت قدم۔ ان کے بعد اور لوگ ہین جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و سمجھ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت ہوتے ہین۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور بابن الکمال نے جو ریاست عثمانیہ کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب کے چھ۶ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتوان طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین فی الشرع کا جیسے امیہ اربعہ (امام ابو حنیفہ شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد بناتے اور بلا تقلید احد کے مسائل استنباط کرتے ہین اِن کے ہم رتبہ ہین۔

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی چال پر ہین۔ جو امام ابو حنیفہ کی مقرری قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم فى استخراج الاحكام على القواعد التى
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوه
فى بعض الاحكام لكنهم يقلدونه فى قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له فى
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون فى
المسائل كالخصاف والطحاوى والكرخى و
شمس الائمة الحلوانى وشمس الائمة السرخسى
وفخر الاسلام البزدوى وفخر الدين قاضى خان
وامثالهم الذى لايقدرون على المخالفة لا
فى الاصول ولا فى الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لانص فيها عن المجتهد فى الشرع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لايقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم للماخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذى وجهين وحكم محتمل الامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازى واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابى الحسين القدورى وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہین ازخود قواعد نہین بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابوحنیفہ کے اصول مین مخالف ہین)
امتیاز رکھتے ہین - **طبقہ سوم** مجتہدین فی
المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی
وشمس الائمۃ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام
بزدوی وقاضی خان اور ان کے امثال
واقران ہین جو نہ امام ابوحنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل
سے - صرف امام صاحب کے قواعد واصول
سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے
استنباط کرتے ہین - **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رُخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین
اور اُس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابوبکر رازی اور اسکے امثال ہین
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

على بعض بقولهم هذا اصح رواية وهذا اوفق للقياس وارفق بالناس — والسادسة المقلدون القادرون على التميز بين الاقوى والقوى والضعيف وظاهر المذهب وظاهر الرواية وغيرها كصاحب الكنز والمختار والوقاية والمجمع وغيرهم - والسابعة المقلدون الذين لا يقدرون على ما ذكروا ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب الليل فالويل لهم ولمن قلدهم كل الويل هذا ما ذكره وقد اورده التميمي في طبقاته بحروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا واقول بل هو بعيد عن الصحة بمراحل فضلا عن حسنه جدا فانه تحكمات باردة وخيالات فارغة وكلمات لا روح لها والفاظ غير محصلة المعنى ولا سلف له في ذلك المدعى ولا سبيل له الى ذلك الدعوى وان تابعه من جاء من عقبه من غير دليل يتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون کے حق مین اوفق و سہل - **طبقہ ششم** مقلدین متمیزین کا جو اقوی و قوی و ضعیف مین اور ظاہر الروایت و ظاہر المذہب وغیرہ مین تمیز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز و مختار و وقایہ و مجمع وغیرہ ہین - **ہفتم مقلدین محض کا** - یہہ وہ لوگ ہین جو اس تمیز قوی و ضعیف پر بھی قادر نہین نہ دبلہ کو فربہ سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ داہنے کو بائین سے بلکہ اپنی تصانیف مین رات کو ایندہن لانے والیکی طرح جو کچھہ پاتے ہین جمع کر دیتے ہین - ان کے لئے خرابی ہے اور جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئی بہی خرابی یہہ **ابن کمال** باشا کا کلام ہے اسکو تمیمی اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے - پہر کہا ہی کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہی - مین (صاحب ناظورہ) کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بےمعنی خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجیه الیه وهما ساعدناهم فی کون الفقهاء والمتفقهة علی هذه المراتب السبعة وهو غیر مسلم لهم فلا یتخلص من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء للمفرط فی تعیین رجال الطبقات وترتیبهم علی هذه الدرجات فلیت شعری ما معنی قولهم ابو یوسف ومحمد وزفر وان خالفوا ابا حنیفة فی بعض الاحکام لکنهم یقلدونه فی قواعد الاصول ما الذی یریدون من الاصول فان اراد منه الاحکام الاجمالیة التی یبحث عنها فی کتب الاصول الفقه فهی قواعد عقلیة وضوابط برهانیة یعرفها المرء من حیث انه ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء کان مجتهدا او غیر مجتهد ولا تعلق لها بالاجتهاد فقط وشان الائمة الثلاثة ارفع واجل من ان لا یعرفوا بها کما هو اللازم من تقلیدهم غیرهم فیها فحاشاهم ثم حاشاهم عن هذه النقیصة وحالهم فی الفقه ان لم یکن ارفع من مالک والشافعی وامثالهما فلیسوا بدونها وقد اشتهر فی افواه الموافق

اگرچہ اِسکے پیچھے جو آیا سو اُسکا بلا دلیل مقلد ہوا اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ مین منقسم ہونا مان بہی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے) توبہی جو اِن کے بیان احوال اشخاص اور انکی ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین انسے خلاصی ممکن نہین - کاش مجھے اسکا علم ہو کہ انکی اس قول کے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتی ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا معنی ہین ؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے ؟ اگر اِن سے وہ احکام اجمالی جنسے (کتب اصول مین بحث ہوتی ہے) مراد ہین تو یہہ عقلی قواعد ہین جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو) جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق نہین ہے - اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر) کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد مین مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہہ لوگ اجتہاد مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم بھی نہین ہین - موافق و مخالف مین زبان زد ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

والمخالف وجری مجری الامثال قولهم ابو حنیفة ابو یوسف بمعنی ان البالغ الی الدرجة القصوی فی الفقاهة هو ابو یوسف لیس الا وقولهم ابو یوسف ابو حنیفة بمعنی ان ابا یوسف بلغ الدرجة القصوی من الفقاهة ولم یقصر عنها والقصر علی کلا التقدیرین اضافی وقال الخطیب البغدادی قال طلحة بن محمد بن جعفر ابو یوسف مشهور الامر ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم یتقدمه احد فی زمانه وکان علی النهایة فی العلم والحکم والریاسة والقدر وهو اول من وضع الکتب فی اصول الفقه علی مذهب ابی حنیفة واملی المسائل ونشرها وبث علم ابی حنیفة فی اقطار الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو یوسف وخیف علیه فعاده ابو حنیفة فلما خرج من عنده قال ان یمت هذا الفتی فانه اعلم من علی الارض وکذلک محمد بن الحسن قد بالغ الشافعی فی مدحه والثناء علیه وقال الربیع بن سلیمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی ہے جسکے معنی یہہ ہین کہ اعلی درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف ہی ہے اور جو انہون نے کہا کہ ابو یوسف ابو حنیفہ ہے اس کے بھی معنے ہین کہ ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک پہنچ گیا ہے اس سے کم نہین۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے لوگون سے بڑھکر فقیہ ان کے ہم زمانہ سے کوئی ان سے نہین بڑھا۔ علم و حکمت و ریاست اور مرتبہ مین حد کو پہنچ چکے ہین۔ وہی ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین۔ اور مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے علم کو اطراف زمین مین پھیلایا۔ **امام محمد** بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے سب لوگون سے بڑھکر عالم فوت ہو گا۔ ایسا ہی

كتب اليه الشافعی وقد طلب منه كتاباً فاخرةً فكتب اليه (شعر)

قل للذی لم ير عينی من راه مثله ؎
ومن كان راه قد رای من قبله
؎ العلم ينهی اهله ان يمنعوه اهله ؎
؎ لعله يبذله لاهله لعله ؎

فانفذ اليه الكتب وقال ابراهيم الحربی قلت لاحمد بن حنبل من اين لك هذه المسائل الدقيقة قال من كتب محمد بن الحسن وقال الحسن بن ابی مالك لم يكن ابی يوسف يدقق هذا التدقيق الشديد وقال عيسى بن ابان هو افقه من ابی يوسف وقد ذكر القاضی عبد الرحمن بن خلدون المالكی فی مقدمته ان الشافعی رحل الی العراق ولقی اصحاب الامام ابی حنيفه واخذ عنهم ومزج طريقة اهل الحجاز بطريقة اهل العراق واختص بمذهب وكذلك احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب ابی حنيفة مع وفور بضاعته فی الحديث فاختص بمذهب انتهی۔

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔

ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہے کہ امام محمد سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو اونہون نے کچھ دیر کی جبپر امام شافعی نے انکیطرف چند اشعار لکھکر بھیجے۔ جنکا ماحصل یہہ ہے کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکھا اور جس نے اسکو دیکھا اس نے گویا پہلونکو دیکھا انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید وہ اسکو اہل علم مین پہیلادین۔ تسپر امام محمد نے کتابین بھیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے مینے امام احمد بن حنبل سے پوچھا یہہ باریک مسایل اپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام ابو یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے کہ امام محمد۔ **عیسیٰ** بن ابان نے کہا ہے کہ امام محمد امام ابو یوسف سے بڑہکر فقیہ تھے۔ **قاضی عبد الرحمن** بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

الا ترى انه لما ادعى بعض الشافعية ترجيح القول بمفهوم الصفة على القول بنفيه بكون الشافعي قائلا به مع سلامة طبعه واستقامة فهمه وغزارة علمه وصحة النقل عنه ولكثرة اتباعه رده ابن الهمام وآخرون بان هذه الكمالات كلها متحققة في محمد بن الحسن مع تقدم زمانه وعلو شانه وهو قائل بنفيه ۔ واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة رحمه الله هذا امام من ائمة المسلمين وانه اقيس اصحابي ۔

وقال المزني هو احذقهم قياسا وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد منهم اصول مختصة به تفردوا بها عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله واختلاف الائمة عندهما بل قال الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي مذهبه ونقل النووي في كتابه

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے +

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم حدیث امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے استفادہ کیا ۔ ایسا ہی امام زفر کے فضائل فقہ واجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے نقل کئے پہر فرمایا ان تینون امامون سے ہر ایک امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکی سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے ہین از انجملہ یہہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجھنا کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک چیز کے پاک و ناپاک ہونے مین دلائل کا تعارض واختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے صاحبین کے نزدیک اس چیز کی پاکی و ناپاکی مین ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے بلکہ امام **غزالی** نے تو یہہ کہدیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین اون کے مخالف ہین ۔ امام نووی نے کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین امام ابی المعالی جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچھہ مزنی شاگرد امام شافعی کہی اسکو تو مین مذہب امام شافعی کے تخریج (یعنی اوس سے نکالی ہوئی بات ہے اوسکی تفصیل +)

تهذیب الاسماء واللغات عن ابی المعالی الجوینی ان کل ما اختاره المزنی اری انه تخریج ملتحق بالمذهب فانه یخالف اقوال الشافعی لا کابی یوسف ومحمد فانهما یخالفان اصول صاحبهما واحمد بن حنبل لم یذکره الامام ابو جعفر الطبری فی عداد الفقهاء وقال انما هو من حفاظ الحدیث وذلک مشهور وقال ابن خلدون واما احمد بن حنبل فمقلده قلیل لبعد مذهبه عن الاجتهاد وقال ان الحنفیة اهل البحث والنظر واما المالکیة فلیسوا باهل نظر انتهی فکیف یکون هو من المجتهدین فی الشرع دون ابی یوسف ومحمد وزفر رحمهم الله من بلغهم غایات الفقه ولیس من غیابات النظر غیر انهم لحسن تعظیمهم للاستاذ وفرط اجلالهم لمحله ورعایتهم لحقه تشمروا لاعلی تنویه شانه وتوغلوا فی انتصاره والاحتجاج لاقواله وروایتها للناس ونقلها لهم وردهم

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف اقوال مین (نہ اصول مین) مخالف ہے اور جو امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلیے کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول مذہب سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار ہی مین نہین لائے اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بھی اہل نظر واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث ونظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگردون کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال ہے تو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل جو صرف المحدیث ہین شرع مین مجتہد ہون اور امام ابو یوسف و محمد و زفر جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع نہون صرف امام ابو حنیفہ کی مذہب ہی مین مجتہد ہون۔ † ہان اس قدر محقق ہے کہ امام ابو یوسف

---

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل مین علامہ ہارون حنفی نے بہت مبالغہ کیا جیسا کہ

اليها والافتاء عند وقوع الحوادث بها والتخريج والتحقيق فروعها واصولها وتعيين ابوابها وفصولها وتمهيد قواعد محكمة ومقاييس متقنة يستفاد بها الاحكام واستنباط قوانين صحيحة وطرائق قويمة يتعرف بها المعاني في تضاعيف الكلام واجب واذلك في تصحيح مذهبه وبيانه لمن يتمسك به لاعتقادهم انه اعلم واورع واحق للاقتداء به والاخذ بقوله واوثق للمفتي وارفق للمستفتي على ما قال مسعر بن كدام من جعل ابا حنيفة بينه وبين الله تعالى رجوت ان لا يخاف عليه ولم يكن فرط على نفسه في الاحتياط انتهى ـ ومقامه في الفقه بمقام لا يلحق شهد له

و محمد اپنے اوستاذ ابو حنیفہ کی تعظیم و بزرگی کی لحاظ سے امام ابو حنیفہ کی شان بلند کرنے مین مصروف رہی ہین اور آنکی مدد مین اور اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان کو لوگون مین پھیلانے اور روایت کرنے اور اُن کے اقوال کے موافق فتوی دینے اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنے اور اُن سے استنباط احکام کے لئے قواعد بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم اور پرہیزگار اور اقتداء و متابعت کی لائق تھے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے لئے زیادہ بھروسہ کے لائق ۔ چنانچہ مسعر بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کو متابعت حکم الٰہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بھی ترجیح دی ہے و لیکن ہمکو اس [illegible] مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل مناسب سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام محمد کو امام شافعی و احمد سے بڑھکر فقیہ و مجتہد سمجھا جاتا ہے تو پھر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون مانا جاتا ہے اور اون سے کم رتبہ امام شافعی و احمد کو مجتہد فی الشرع ۔ یہ علماء حنفیہ کے جوان طبقات کو مانتے چلے آتے ہین کم توجہی [illegible]

بذلك اهل جلدته وخصوصًا مالك والشافعي۔ ومن ذلك الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة الثلاثة والاوزاعي وسفيان وامثالهم لا لانهم لم يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم اولعوا بنشر ارائهم بين الخلق وبثها في الناس والاحتجاج لها بالنص والقياس لكان كل ذلك مذهبًا منفردًا عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفًا له هذا وان اراد منه الادلة الاربعة واصول الشريعة من الكتاب والسنة والاجماع والقياس في الاخذ عنها والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك لان الشريعة مستند كل الائمة و ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا يتصور مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول الصحابي والمراسيل حجة دون الاستصحاب والمصالح المرسلة وامثال ذلك۔

قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اُسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے اِسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین امام مالک واحمد و شافعی و اوزاعی و سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگونمین اپنے رائوں پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص لئے اور ان اقوال پر نص و قیاس سے دلایل بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے جداگانہ اور اسکی مخالف مذاہب قرار پاتے۔ اور اگر ان کی مراد ان اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف و محمد کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ شرعیہ (کتاب وسنت واجماع وقیاس) ہین اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی۔

بل انما وافق رايهم في ذلك رائه وقامت الحجة عندهم كما قامت عنده - الا ترى ان مالكا لا يلزمه تقليد ابي حنيفة من القول بحجية المراسل ولا الشافعي من القول بنفي الحجية عن المصالح ولا تقليد بعضهم لبعض من الاتفاق في كون الاجماع وخبر الواحد والقياس حجة فانه انما انكر حجية الاجماع بعض المبتدعة وحجية القياس داود الظاهري وغيره من الشذوذ وقد نقل عن ابي بكر القفال وابي علي بن خيران والقاضي حسين من الشافعية انهم قالوا لسنا مقلدين للشافعي بل وافق رائنا رئيه وهو الظاهر من حال الامام ابي جعفر الطحاوي في اخذه بمذهب ابي حنيفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره لا فقه اله على ما قال في اول كتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین ہے یہی شریعت سب امامون کا مأخذ و مستند ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ان تو ان ادلہ مین ان کے موافق ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انہین ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شائد ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین مقلد ہین کہ قول صحابی اور حدیث مرسل (جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سے نقل کرے) لائق دست آویز ہے" - اور استصحاب (ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکھنا) اور مصالح مرسلہ (وہ مصلحتین اور ضرورتین جنکی لحاظ کا نہ شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے) لائق دست آویز نہین ہین ایسی ہی اور اصول اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ یہہ تقلید نہین ہے

+ اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم مین چڑہائی کی باغیون نے چند بیگناہ اشخاص کو قید کرکے اپنے آگے آڑ کھڑی کر لی اب اگر اس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو ان بیگناہون کی جان جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہے یہان ضرورت و مصلحت یہی ہے کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے — حاشیہ

شرح الآثار اذ ذكر في كل كتاب ما فيه الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده قول له منهم فيما يصح فيه مثله من كتاب او سنة او اجماع او قول اناس من اقاويل الصحابة او تابعيهم رضي الله عنهم ثم ان قوله في الخصاف والطحاوي والكرخي لا يقدرون على مخالفة ابي حنيفة لا في الاصول ولا في الفروع ليس بشيء فان ما خالفوه من المسائل لا يعد ولا يحصى ولهم اختيارات في الاصول والفروع واقوال مستنبطة بالقياس والمسموع واحتجاجات بالمنقول والمعقول على ما لا يخفى على من تتبع كتب الفقه والخلافيات والاصول وقد انفرد الكرخي رحمه الله عن ابي حنيفة رحمه الله وغيره في ان العام بعد التخصيص لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد الوارد

یہہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی راے سے موافقت ہی جو دلیل انکے خیال مین آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوئی اسلیے ایک ہی بات دونون نے کہی دیکھو امام مالک بہی حدیث مرسل کو لایق دست آویز سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابوحنیفہ کے مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح مرسلہ کو لایق دست آویز نہین جانتے - پہر بہی انکو امام ابوحنیفہ کا مقلد نہین سمجہا جاتا - پس ان باتون کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد کو کیونکر امام ابوحنیفہ کا مقلد سمجہا جا سکتا ہی اجماع وخبر واحد اور قیاس کو لایق حجت سمجہنے پر سب کا اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے ابوبکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین نے (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہی کہ امام شافعی کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری راے کا انکی راے سے اتفاق ہو گیا ہے امام جعفر طحاوی † کا بہی امام ابوحنیفہ

---

† امام طحاوی نے صاف یہہ بہی کہدیا ہی کہ جو کچھ امام ابوحنیفہ کہیں مین اسمین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ ضمیمہ نمبر ۵ جلد ۱ مین لسان المیزان سے بواسطہ القاف اصل کلام جناب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابوبکر القفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بہی ادا ہو جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ جن لوگون کے اقوال تم عدم ضرورۃ تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تھے اگر تقلید کسی مذہب کی لازم نہ ہوتی تو یہہ لوگ حنفی وشافعی نہ کہلاتے۔

في حادثة تعم بها البلوى ومتروك المحاجة عند الحاجة ليس لحجة قط وابو بكر الرازي رحمه الله في ان العام المخصوص حقيقة ان كان الباقي جمعا والا مجاز اليس هذا من مسائل الاصول ثم انه عد ابا بكر الرازي الجصاص من المقلدين الذين لا يقدرون على الاجتهاد اصلا وهو ظلم عظيم في حقه وتنزيل له عن رفيع محله وعض منه وجهل بين بجلالة شانه في العلم وباعه الممتد في الفقه وكعبه العالي في الاصول ورسوخ قدمه وشدة وطاته وقوة بطشة في معارك النظر والاستدلال ومن تتبع تصانيفه والاقوال المنقولة عنه علم ان الذين عدهم من المجتهدين من شمس الائمة ومن بعده كلهم عيال لابي بكر الرازي ومصداق ذالك دلائله التي نصبها لاختياراته وبراهينه التي كشف فيها عن وجوه استدلاله

کا مذہب اختیار کرنے اور اسپر دلایل قایم کرنے اور ان کے اقوال کی تائید کرنے مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے شرح معانی الآثار کے ابتدا مین کہا ہے کہ مین تمام کتاب مین ناسخ وفسخ کو ذکر کرون گا اور علما کی تاویل کو اور ایک کا دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قایم کرنا اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے اُسکی سند جو صحیح ہو اور میسر آوے اوسکو کتاب یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب وتابعین سے بیان کرنا۔

پہر **ابن الکمال کا یہہ کہنا** کہ خصاف اور طحاوی اور کرخی امام ابوحنیفہ کے مخالفت پر قادر نہین (نہ اصول مین نہ فروع مین) **یہہ بہی کچہہ چیز نہین ہے** اسلئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے امام ابوحنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ شمار اور تعداد سے خارج ہین مسائل اصول وفروع جو انہون نے اختیار کئے ہین اور وہ مسایل جو انہون نے نص وقیاس سے استنباط کئے ہین اور وہ دلایل عقلی ونقلی جو انہون نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نشاء ببغد التی ھی دار الخلافة ومدار العلم والرشاد ومدینة السلام ومعقل الاسلام ودخل فی الاقطار وجال الامصار ولقی العلماء اولی الایدی والابصار واخذ الفقه والحدیث عن المشائخ الکبار وقال شمس الائمة فیه هو رجل کبیر معروف فی العلم وانا نقلده ونأخذ بقوله فکیف یصح تقلید المجتهد للمقلد وذکر فی الکشف الکبیر ما یدل علی انه افقه من ابی المنصور الماتریدی وقال قاضیخان فی التوکیل بالخصومة یجوز للمرأة المخدرة ان توکل

قایم کئے ہین ناظرین کتب فقہ و خلافیات پر مخفی نہین ہین امام کرخی امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہوگئے ہین کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل نہین رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے بہت لوگون کو کام پڑے پھر اسکو صرف ایک دو شخص ہی روایت کرین اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک العمل رہی ہو لائق دست آویز نہین ہین۔ اور ابوبکر رازی نے امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام مخصوص البعض اگر جمع ہو تو باقی افراد مین حقیقت ہی ورنہ مجاز ہے کیا یہ مسایل جنمین کرخی اور ابوبکر رازی نے امام سے خلاف کیا ہے مسایل اصول نہین ہین؟۔ پھر ابن الکمال نے ابوبکر جصاص کو ایسے مقلدین سے شمار کیا ہی جو کسی نوع کی اجتہاد پر قادر نہین۔ اور یہ ابوبکر کی حقمین بڑا ظلم ہے اور انکو انکی عالی مرتبہ سے اوتارنا اور انکی علم مین جلیل الشان اور فقہ مین زبردست۔ اور اصول مین بلند قابلیت اور راسخ قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر و استدلال کے میدانون مین سخت گیری سے اور چشم پوشی اور جہالت ہے اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اورون کی تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقیناً جان لیگا کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار کیا ہی وہ سبھی ابوبکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) ہین اسکے

وھی التی لم تخالط الرجال بكرا كانت او ثيبا كذا ذكره ابو بكر الرازی ثم قال وعامة المشائخ اخذوا بما ذكره ابو بكر الرازی رحمه الله وفی الهدایه ولو كانت المراة مخدرة قال الرازی يلزم التوكيل منها ثم قال وهذا شیٔ استحسنه المتأخرون وقال ابن الهمام رحمه الله هو الامام الكبير ابو بكر الجصاص احمد بن علی الرازی رحمه الله يعنی اما علی ظاهر الطلاق فی الاصل وغيره عن ابی حنيفة رحمه الله لا فرق بين البكر والثيب المخدرة والمبرزة والقوی

تصدیق ان دلایل سے ہو سکتی ہی جو ابوبکر رازی نے اپنے مختصر رسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین (جو دار الخلافہ ہی اور علم کا گھر) نشو و نما پایا ہی اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے حدیث و فقہ حاصل کی ۔ شمس الائمہ حلوانی نے انکے حقمین کہا ہے کہ یہہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہی ہم اوسکی تقلید کرتے ہین (یعنی اس بات مین جسکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان لیتی ہین سو اگر یہہ مقلد ہوتے تو شمس الائمہ کو جنکو ابن الکمال مجتہد کہتا ہی انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی ۔ کشف کبیر مین مذکور ہے کہ ابوبکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی سے بہی بڑہکر فقیہ ہین ۔ قاضیخان نے اپنی فتاوی کے باب توکیل بالخصومت مین کہا ہی کہ پردہ دار عورت کو جسکو مردون سے اختلاط نہو خواہ وہ کنواری ہو خواہ بیاہی ہوئی اپنی طرف سے کسیکو جہگڑنے کے لئے وکیل بنانا جایز ہی چنانچہ ابوبکر رازی نے فرمایا ہی پہر کہا کہ تمام مشایخ نے ابوبکر کی اسی قول کو لیا ہی ۔ ہدایہ مین کہا ہی کہ اگر عورت پردہ نشین ہو تو اسکی حقمین امام رازی فرماتی ہین کہ اس عورت کیطرف سے وکیل کا ہونا لازم ہی پہر کہا یہہ مسئلہ علماء متاخرین نے پسند کیا ہی ۔ ابن الہمام نے کہا ہی وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والے امام کبیر استاذ ابوبکر جصاص احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو پردہ نشین اور کہلم کہلی عورت مین کوئی فرق نہین ہے پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا کہ عورت

على ما اختاره من ذلك وحينئذ فتخصيص الرازي ثم تعميم المتاخرين ليس الا لفائدة انه المبتدي بتفريع ذلك وتبعوه انتهى كلامه

وقد اكثر شمس الائمة السرخسي في كتبه النقل عن ابي بكر الرازي والاستشهاد به والمتابعة لاراءه ثم الحلوائي ومن ذكره بعده كالمعدودين من المجتهدين في المسائل كلهم تنتهي سلسلة علومهم الى ابي بكر الرازي فقد تفقه عليه ابو جعفر الاستروشني وهو استاذ القاضي ابي زيد الدبوسي وابو علي حسين بن خضر النسفي وهو استاذ شمس الائمة الحلوائي۔ ومعلوم ان السرخسي من تلامذته وقاضيخان من اصحاب اصحابه فلعله نظرا الى قولهم انه كان في تخريج الرازي فظن ان وظيفته في الفقاهة هي التخريج فحسب وان غاية شأوه هذا القدر وقد خرج ابو حنيفة واصحابه قول

بردہ دار ہو تو وکیل کرنا مناسب ہے صاحب ہدایہ کا پہلے اس مسئلہ کو امام رازی کیطرف منسوب کرنا پہر عام متاخرین کو شامل کرنا اسی غرض سے ہی کہ سب سے پہلے یہہ بات امام رازی نے کہی ہے ان ہی کی متابعت متاخرین نے اختیار کر لی۔

شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابون مین ابوبکر رازی سے بہت نقل لائے ہین اور انکے اقوال سے بہت متابعہ و استشہاد کئے ہین پہر حلوانے اور جنکو ابن الکمال نے انکے بعد مجتہدین مین شمار کیا ہے ان سبکا سلسلہ استاد علمی ابوبکر رازی تک پہونچتا ہی۔ ابوجعفر استروشنی نے (جو قاضی ابوزید دبوسی کا استاد ہی) اور ابوعلی حسین بن خضر نسفی نے (جو شمس الائمہ حلوانی کا استاد ہی) انکے سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہہ بہی سبکو معلوم ہے کہ سرخسی بہی آپکے شاگردون سے ہین۔ اور قاضیخان آپکا شاگردان شاگرد ہے۔ شاید ابن الکمال نے ابوبکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار کرتے ہین یہہ دہوکہ کہا ہے کہ لوگونکا کسی مسئلہ کی نسبت یہہ قول دیکہا کہ یہہ مسئلہ رازی کی تخریج پر یون ہے اور وہین سے یہہ سمجہ لیا کہ رازیکا منصب صرف تخریج ہی اور اسکی رای کی حد اسی مرتبہ تخریج تک ہے حالانکہ یہہ تخریج تو امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون نے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فی تکبیرات العیدین انہا ثلث عشر تکبیرات بحملہا علی ہذہ العدد باضافۃ التکبیرات الاصلیۃ والشافعی واتباعہ بحملہا علی الزوائد وخرج ابو یوسف قول الشعبی رحمہ اللہ ان للخنثی المشکل من المیراث نصف النصیبین بان ذلک ثلاثۃ من سبعۃ ومحمد رحمہ اللہ بانہ خمسۃ من اثنی عشر وخرج ابو الحسن الکرخی قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ فی تعدیل الرکوع والسجود وجعلہ واجبا وابو عبد اللہ الجرجانی وحملہ علی سنۃ ونظائر ذلک کثیرۃ وقعت من کبار المجتہدین فما ضرہم ذلک فی اجتہادہم ولا نزلہم من شانہم فکیف ینزل ابا بکر الرازی الی الرتبۃ النازلۃ عن منزلتہ ثم انہ جعل القدوری وصاحب الہدایۃ من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بہی کی ہے اونہون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے شعبی کے اس قول سے کہ مخنث کی میراث دو حصون سے نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات مین سے تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ ومحمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع وسجود مین وارد ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ تعدیل واجب ہے اور ابو عبد اللہ جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین جو بڑے مجتہدین سے واقع ہو چکی ہین اس تخریج کرنے نے انکو تو ضرر ندیا اور انکو منصب اجتہاد سے نا اوتارا پہر یہہ تخریج امام رازی کو اس منصب اجتہاد سے کیونکر اتار سکتی ہے -

پہر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور قاضیخان کو مجتہدین سے باوجودیکہ قدوری شمس الائمہ

من المجتهدين مع تقدم القدوری على شمس الائمة زمانا وكونه اعلى منه كعبا واطول باعا فكيف لا من قاضيخان واما صاحب الهداية فهو المشار اليه في عصره والمعقود عليه الخناصر في دهره وفريد وقته ونسيج وحده وقد ذكر في الجواهر وغيره انه اقر له اهل عصره بالفضل والتقدم كالامام فخر الدين قاضيخان والامام زين الدين العتابي وغيرهما وقالوا انه فاق على اقرانه حتى على شيوخه في الفقه واذعنوا له به فكيف ينزل شانه عن قاضيخان بمراتب بل هو احق منه بالاجتهاد واثبت في اسبابه والزم لابوابه هذا ثم لم يحصل من بيانه فرق بين اهل الطبقة الخامسة والسادسة وليت شعري ان هذا الرجل باي مقياس قاسهم وحد

سے بھی زمانہ میں اور علم میں مقدم ہیں تو پھر قاضیخان سے کیونکر نہو گا۔ رہے صاحب ہدایہ سو یہ بھی اپنے (زمانہ میں جسمیں قاضیخان تھا) مشار الیہ تھے اور اپنے عہد میں یکتا۔ جواہر وغیرہ میں کہا ہے کہ صاحب ہدایہ کو اہل زمانہ (قاضیخان وامام زین الدین عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصروں سے علم میں مقدم ہونا تسلیم کرلیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اپنے اقران وامثال بلکہ اپنے استادوں سے فقہ میں فائق ہوگئے ہیں جسکو انکی استاذ بھی مان گئے ہیں۔ پھر یہ قاضیخان سے اجتہاد میں کیونکر کم رتبہ ہو سکتے ہیں وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکھتے تھے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود رکھنے والے اور اس اجتہاد کے دروازہ میں جمے رہنے والے۔ پھر ابن الکمال کا بیان ایسا ہے کہ اس سے اہل طبقۂ پنجم وششم میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا۔ کاش کے میں جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان میں یہ فرق پایا۔ یہ شخص اس بات میں

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
الممارسة في الباب قليل المؤانسة
بمن ذكره في الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم عما هو عليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز في الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذا بالكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدرى
اين طرفاها على ما يشير اليه قوله
تعالى وما نريهم من آية الا هي
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا جرد النظر اليها
قال الناظر هي اكبر الآيات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة في الالقاب
وعدم التلون في العنوانات

کم مہارت تہا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے انکا واقف نہ تہا۔
انمین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا تہا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچہلا بتاتا ہے اور پچہلے
کو پہلا۔ بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہار کو کیونکر
پہچان سکتا ہے اور انکو درجات فقہ مین
کیونکر جان سکتا ہے۔ ان درجات کا
پہچاننا بڑے بڑے علمار اور ائمہ کی نسبت
محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ یہی قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہاتے ہین وہ ساتہہ والی سے بڑی ہوتی ہے اشارہ
لیکن یابن الکمال کی غلطی اور دہوکہ
کہانے کا منشا یہہ ہے) کہ اکثر فقہار
عراق کی عادات مین سادہ ہین اور القاب
وخطاب بدلانے مین غیر متلون المزاج ہین
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سے سلف
صالحین کے طریق پر چشم پوشی کنارہ کشی کرنا

والحنفیة فی الجری علی منهاج السلف فی التجافی عن الالقاب الهایلة والاوصاف الخافلة والتحاشی عن الترفع وتنویه النفس واعجاب الحال تدینا وتصلبا وتورعا وتقادیا كما كان الغالب علیهم الخمولة والاجتناب عن ولایة القضاء وتناول الاعمال السلطانیة لان منافع الاتباع ما كانت مفارقة عنهم ولا شعارهم مخولة الی شعار غیرهم فكانوا یذهبون مذهبهم فی الاكتفاء بالتمییز عن غیرهم باسماء ساذجة یتبین لها العامة ویمتهنها السوقة من الانتساب الی الصناعة او القبیلة او القریة او المحلة او نحو ذلك كالخصاف والجصاص والقدوری والثلجی والطحاوی والكرخی والصیمری فجاء المتاخرون منهم علی منهاجهم فی الاكتفاء بها وعدم الزیادة علیها فی الحكایت عنهم واما الغ

اور قضا وغیرہ عہدہ ہاے ریاست سے اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہی کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہوا تھا اور نہ غیر اقوام کا طریق انمین معمول ہوا تھا — وہ سلف صالحین کی چال پر تھی اور ایک دوسرے کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام لوگ ہلکا سمجھتے استعمال مین لاتے یعنے پیشون یا قبیلون یا بستیون یا محلون کی طرف منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی) جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز) قدوری (ہنڈیا بیچنے والہ یا قدورہ کے رہنے والہ) ثلجی (برف بیچنے والہ یا ثلج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا رہنے والہ) صیمری (موضع صیمر کا رہنے والہ) وعلی ہذا القیاس متاخرین کا وقت آیا تو اونہون نے اون ائمہ کے نام لینے مین ان ہی کے طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت نقل کرنے کے وقت ان القاب سے کچھہ نہ بڑہایا ولیکن اہل خراسان خصوصًا ماوراء النہر کے ساکنین کو پچھلے اور بیچ

یہہ چارون ضمیمے مطبع امدادی لاہور مین چھپے

على اهل خراسان ولا سيما ما وراء النهر في القرون الوسطى والمتاخرة فهو المغالات في الترفع على غيرهم والاعجاب بحالهم والذهاب بانفسهم عجبا وكبرياء والتصنع بالتواضع سمعة ورياء يستصغرون الاحاديث عمن سواهم ولا يستكرمون في معمورة الارض مثوى غير مثواهم قد تصور كل منهم في خلده ان الوجود كله يصغر بالاضافة الى بلده فلا جرم انتزع عرق منهم في علمائهم فلقبوا بالالقاب النبيلة وسموا بالاوصاف الجليلة مثل شمس الائمة وفخر الاسلام وصدر الشريعة واستمر الحال في اخلاقهم على ذلك المنوال من الاتراف والغلو في تنويه اسلافهم والحط من غيرهم فاذا ذكروا احدا من انفسهم بالغوا في وصفه وقالوا الشيخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین غلو ہوگیا تہا اور انہین عجب (خود پسندی) اور تکبر غالب ہوگیا تہا وہ اگر تواضع (فروتنی) کرتے تو بڑے نمائش کرتے اورونکی باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام ابادی زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ کو بزرگ نہ جانتے۔ ان مین ہر ایک اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے۔ ان ہی لوگون کی رگ علماء اس دیار کیطرف نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے بڑے لقب مقرر کر لیئے جیسے شمس الائمہ (امامون کا سورج) فخر الاسلام (اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ (شریعت کے سردار) اور انکو اخلاق مین بہی غلو اور اپنے شان و رتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہے۔ جب اپنے علماء سے کسیکا نام لیتے ہین تو انکی اوصاف والقاب مین یون مبالغہ کر کے کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه
ونحو ذلك واذا نقلوا كلاما عن غيرهم
فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي
والجصاص وربما يقتدي بهم من
عداهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن
الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم
في الكمال وطبقات العلماء ودرجات
الفقهآ ظن السوء فياخذ في
الاستدلال بنباهة الاوصاف
على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على
الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال
الله سواهم وقد كان ابن الكمال
على ولاية عمل الافتاء من جهة الدولة
فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب
الفتاوى والاكثار من مطالعة ما
فيها في تحصيل اربه والتخلص عن كربه
ووقع نظره في ما سار به على اهل ماوراء النهر
من رفع انفسهم والوضع من غيرهم
فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة
له وسببا لهجومه الى هذه التحكمات
البادرة والتعسفات الظاهرة فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اورونکے
اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین
بولتے کہ کرخ کے باشندہ نے یون کہا ہے
اور اوس چونا بیچنے والے (یا اس موچی) نے
یون کہا ہے۔ پس ایسا ہی انکے مقتدی بولتے
ہین جو انکا کلام سنتے ہین اس سے جاہل لوگ
جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال سے ناواقف
ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہو جاتے ہین
اور بڑے بڑے القاب والوصاف والے لوگونکو
القاب سے انکی بڑائی ثابت کرنے لگ جاتے ہین
(مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس الائمہ امامونکے سورج ہین)
اور چھوٹے القاب والے بزرگونکی القاب سے اونکی خفت
ثابت کرتے ہین (یعنے یون کہتے ہین کہ یہہ تو ایک
موچی یا چونہ فروش ہے یہہ شمس الائمہ کے رتبہ کو کیونکر
پہونچ سکتا ہی) یہہ (حضرت) ابن الکمال (مجوز طبقات)
جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ
فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ
مین انکی نظر ماوراء النہر یون پر پڑی جو اپنے
آپکو بلند کرتے اور غیرونکو پستی ہین گراتے
لہذا انہین بہی انکی رگ پہوٹ آئی اور یہی
انکی عادت ہو گئی جو ان تحکمات ردیئکا ونبگی)

293

ما فعله حداً لمن بعده من الجهلة فلا يجاوزون عما ذكره ولا يتعدون طورهم في تنزيل العالي عن درجته ورفع غيره فوق رتبته فلو نقل اليهم شيء عن كبار العلماء ربما يقولون انه ليس من المجتهدين لانه ليس ممن ذكرهم في طبقاتهم وغير مستور عن اهل الشان ان ما اورده الرجل منهم في كتابه كنغبة من دأماء نوبة في بهماء وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننزل الناس منازلهم صححه الحاكم وغيره وكم من ائمة الدين ودعاة الحق في الارض ولكن الله فضل بعضهم على بعض (ناظوره)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث ہوی پہر انکا یہ فعل اور جاہلون کے لئے ایک حد بن گیا جس سے وہ تجاوز نہین کرتے اور اسکے انداز پر کسی کو اسکو مقرری درجہ سے نیچا یا اونچا کرنے مین وہ اس حد سے آگے نہین بڑہتے۔ انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد کی کوی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہین کہ یہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کی طبقات مین اسکا ذکر نہین آیا اور یہ امر مخفی نہین ہے کہ جن لوگونکو اس شخص نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے وہ تو ایسی ہین جیسے دریا سے ایک گہونٹ اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم لوگون کو انکے لائق مرتبہ پر جگہ دین اس حدیث کو حاکم وغیرہ نے صحیح کیا ہے۔ وہ سب علماء (جو اکثر ابن الکمال کے طبقات مین مذکور نہین) دین کے امام ہین اور زمین پر حق کیطرف لوگونکو بلانے والے لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے۔

یہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے اس کلام مین جو کچھ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علماء کے کتب مین موجود ہے جو ان کی کسی بات کی اور علماء حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے۔ اور انکے ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علماء سن لی سردست ہم بعض

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین۔ ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی **محمد عبد الحی** صاحب لکہنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر** مین علامہ ہرون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال پاشا کی طبقات وتجویزات پر انہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے۔

وهذه الالفاظ التي اوردها كلها مستحكمة مضبوطة وقد كان بعضها يخطر ببالي ويختلج بقلبي الا ان خوف المجادلين كان لا يدعني لذكرها الى ان ارسل الي بعض افاضل العصر الكتاب المذكور فطالعته وانتفعت وحمدت الله على حسن التوارد

یہہ اعتراضات جو علامہ ہرون نے وارد کئے ہین سب کو سب محکم و مضبوط ہین۔ یہہ اعتراضات میرے دل مین بہی کہٹکا کرتے پر ناحق جہگڑنے والون کا خوف مجہے انکے ذکر کرنے کی اجازت ندیتا تہا یہانتک کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہرون کی کتاب میری پاس بہیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا اور اس سے نفع اوٹہایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہرون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے علامہ ہرون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۱) مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تہا اور فقہاء خراسان وما وراء النہر مین بڑائی اور تفاخر۔ اسکے بعد علامہ ہرون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۴) مین منقول ہوا کہ "مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین۔ اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ وکنز ونقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شرح والے مسائل سے مقدم ہے"۔ اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابویوسف امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابوحنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہرون کی کلام کی

جو ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ (۱۵) منقول ہوا تائید پائی جاتی ہے

واعلم ان مذهب الامام ابي حنيفة الاكثر ماخوذ عن الصحابة الذين نزلوا بالكوفة ومن بعدهم من علمائها وكان الزمهم بمذهب ابراهيم عظيم الشان في التخريج على مذهبه وكان اشهر اصحابه ابو يوسف تولى قضاء القضاة زمن هارون الرشيد فكان سببا لشيوع مذهبه في اقطار العراق وبلاد ما وراء النهر وغيرها وكان احسنهم تصنيفا وجمعا محمد بن الحسن وجمع في تصانيفه رايه وراي شيخيه فتوجه اصحاب ابي حنيفة الى تلك التصانيف تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا وانما عد مذهب ابي يوسف ومحمد مذهب ابي حنيفة مذهبا واحدا مع انهما مجتهدان مستقلان - لانهما مع مخالفتهما له في الاصول والفروع لم يتجاوزا عن محجة ابراهيم وغيره من علماء الكوفة كذا قال المحدث ولي الله الدهلوي في رسالة

آپ فرماتے ہین امام ابو حنیفہ کا مذہب اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ مین رہتے تھے انکے سوائے وہ انکے تابعیون سے امام جیسے ابراہیم (تابعی) کے مذہب پر تخریج کرنے مین عظیم الشان تھے ۔ آپکے صحبتیون (شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی امر ملک عراق وماوراء النہر مین انکے مذہب پھیلنے کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے امام محمد کو تصنیف کا ڈہب خوب آتا تہا انہون نے اپنی تصانیف مین اپنے اور اپنے استاذ (ابو حنیفہ) کی رائے کو جمع کیا ۔ حنفیہ علماء نے اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ نکالنے اور اُنکو قریب الفہم کرنے اور انہین سے تخریج کرنے اور اُنکی بناء پر اور تالیف کرنے کی طرف توجہ کی ابو یوسف و محمد کا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب مین شامل ہو کر ایک سمجھا گیا باوجودیکہ وہ اصول و فروع مین امام ابو حنیفہ کے مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ ان دونون نے ابراہیم تابعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے تجاوز نہین کیا ۔ ایسا ہی محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه فقه النفس وسلامة الذهن وصحة التصرف والاستنباط والتيقظ ومعرفة الادلة والاتها المذكورة فی الاصول وشروطها مع الفقه والضبط لامهات المسائل وثانيهما المجتهد المطلق المنتسب الی امام معين من الائمة المجتهدين لكن لا يقلده لا فی المذهب ولا فی الدليل لاتصافه بالات الاجتهاد وانما ينتسب اليه لسلوكه طريقه فی الاجتهاد وثالثها المجتهد فی المذهب وهو ان يكون مقيدا بمذهب امام مستقلا بتقرير اصوله بالدليل غير انه لا يجاوز فی ادلته اصول امامه وقواعده وشرطه كونه عالما بالمذهب واصوله وادلة الاحكام تفصيلا وكونه بصيرا بمسالك الاقيسة والمعانی تام الارتياض فی التخريج والاستنباط بقياس غير المنصوص عليه علی المنصوص۔

اپنے رسالہ (الانصاف فی بیان سبب الاختلاف میں کہا ہے دیکھو یہی) جان لے کہ **مجتہد تین قسم** ہیں ایک **مجتہد مطلق** مستقل اسکی شرط یہہ ہے کہ اسکی ذات (یا طبیعت) میں قوت اجتہاد و سلامت ذہن و صحت تصرف و استنباط و بیداری مغزی اور معرفت دلائل شرعیہ اور انکو آلات کی (جو علم اصول میں مذکور ہیں) اور ضبط مسائل اصول ہو جو دہو — **قسم دوم** مجتہد مطلق منتسب یہہ وہ ہے جو کہیں کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا مقلد نہو نہ اصول میں نہ فروع میں کیونکہ وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا کسی امام کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی اجتہاد میں اس امام کے طریق پر چلتا ہے **قسم سوم** مجتہد فی المذہب - یہہ وہ ہے کہ کسی امام کی مذہب کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر و دلایل بیان کرنے میں مستقل ہو - پھر وہ ان اصول و دلایل میں امام کے اصول و دلایل کی مخالفت نہ کرتا ہو اسکی شرط یہہ ہے کہ وہ اس مذہب کی اصول و دلایل سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط پوری مشق رکھتا ہو یہہ شخص تقلید سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ اسمیں بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يجوز عن تقليد لامامه لاخلاله له ببعض ادوات الاجتهاد المستقل كالنحو والحديث ونحو ذلك كما ذكره ابن حجر المكي في رسالته شن الغارة على من اظهر معرة تقوله في الحنا وعواره اما القسم الاول فما يتصف به الائمة الاربعة ومن بعدهم وقال ابن حجر قال ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت من نحو ثلث مائة سنة ولابن الصلاح نحو ثلث مائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى لكن النقل عن الميزان الشعراني انتهى قال

مثل علم نحو حدیث وغیرہ کا نقصان پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے **رسالہ شن الغارہ** مین کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ اربعہ اور انسے پچھلے مجتہدوں مین پایا جاتا ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح نے فرمایا ہے کہ یہہ مرتبہ تین سو برس سے موقوف ہو چکا ہے۔ اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہوچکے ہین۔ تو اب (نوین صدی مین جو ابن حجر کا زمانہ ہے) اس مرتبہ کی انقطاع کو چھہ سو برس ہو لئے بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض اصولیون سے یہہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہین ہوا شعرانی کی میزان کبری مین ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب جیسے ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب جیسے انکے اکابر شاگردان یا (اہل مذہب) تھے پھر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری کسی نے نہین کیا۔ اور انکا دعوی مانا نہین گیا۔+ ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی سچے نہیں مانا چنانچہ کلام صاحب نافع کبیر جو صفحہ (۲۳) مین منقول ہوگا اسپر شاہد ہے ورنہ بعض علماء مین انکے اجتہاد کا مسلم ہونا تو محل انکار نہیں ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جسمین انکا اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد

وقال بحر العلوم اللكنوي في شرح تحرير
الاصول اعلم ان بعض المتعصبين
قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة
الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم
والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة
النسفي صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد
في المذهب وهذا اغلوطة ورجم بالغيب
فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون
على ابداء الدليل اصلًا ثم هو تحكم على
قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم
ان لا يوجد الى يوم القيمة احد
يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد
فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهى
وقال هو ايضًا في شرح مسلم الثبوت
من الناس من حكم بوجوب خلو الزمان
عن المجتهد بعد العلامة النسفي
وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الا
جتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة
الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من
هؤلاء على الامة وهذا كله هوس
من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا

پہر فرمایا کہ **بحر العلوم لکہنوی** نے **شرح تحریر ابن الہمام** مین فرمایا ہے تو جانے
بعض متعصبون نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ
اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی
نہین ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی
صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی
المذہب کوئی نہین یہہ بات غلط اور غیب سے
پتہر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچہے کہ یہہ بات تم نے
کہان سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکین گے
پہر یہہ تو خداتعالی کی قدرت پر دہینگا دینگی
کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہان سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ قیامت تک خداتعالی کسی پر منصب اجتہاد کا
فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہیے
اور **بحر العلوم** نے **شرح مسلم** مین
فرمایا ہے بعض لوگون نے علامہ نسفی کی
بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی
ہو جانیکا حکم لگا دیا ہے۔ اور اجتہاد
مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے
ہین یہانتک کہ تمام امت پر ان ہی مین سے
کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجہتے ہین یہہ سب انکی
ہوسین ہین جنپر وہ کوئی دلیل نہین لاسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم فضلّوا واضلّوا ولم يفهموا ان هذا اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا الله انتهى **والحاصل** ان من ادعى بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد المطلق المستقل بالائمة الاربعة انقطاعا لا يمكن عوده فقد غلط وخبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه ورحمة الله لا تقتصر على زمان دون زمان ولا على بشر دون بشر ومن ادعى انقطاعها في نفس الامر مع امكان وجودها في كل زمان فان اراد انه لم يوجد بعد الاربعة مجتهد اتفق الجمهور على اجتهاده وسلموا استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم ايضا ارباب الاجتهاد المستقل كابي ثور البغدادي وداؤد الظاهري ومحمد بن اسمعيل البخاري وغيرهم على ما لا يخفى على من طالع كتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین۔ یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا۔ انہون نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی باتون سے ہے جنکا علم بجز خداتعالی کسی کو نہین ہے۔ **اس کلام کا حاصل** (مولوی صاحب فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہی جسکا کہ پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خدا کیطرف سے رحمت ہے وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین۔ اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سبنے مان لیا ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہو کہ انکے بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسی نے بھی نہین مانا تو یہہ غلط ہی۔ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف بہ ابو يوسف ومحمد وغيرهما من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية كثيرون بلغوا هذه المرتبة كالنووي وابن الصلاح وابن دقيق العيد وتقي الدين السبكي وابنه تاج الدين السبكي والسراج البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي وغيرهم ممن عاصرهم او تقدمهم على ما ذكره السيوطي في حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة وغيره **وفي الانصاف** انقرض المجتهد المطلق المنتسب في مذهب ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال ناظرین طبقات پر مخفی نہین ہے - **قسم دوم اجتہاد** امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام ابوحنیفہ کے شاگردان اور متبعین مین پایا جاتا ہے - شافعیہ سے اس رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے امام نووی - ابن الصلاح - ابن دقیق العید - تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی - سراج الدین بلقینی - ابن الزملکانی سیوطی وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا ہے اور **انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام ابوحنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے زمانہ قدیم وجدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد فی المذہب ہی رہے ہین - یہی اجتہاد فی المذہب اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیئے

مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجهاً في المذهب كابن عبد البرّ وابي بكر بن العربي وأما مذهب احمد فكان قليلاً قديماً وحديثاً وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة واضمحل في اكثر البلاد اللهم الا اناس قليلون بمصر وبغداد وأما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب مجتهداً مطلقاً ومجتهداً في المذهب واكثر المذاهب اصولياً ومتكلما واوفرها مفسراً للقرآن وشارحاً للحديث واسندها اسناداً ورواية وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلّده في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن سريج فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله وينسجون على منواله ولذلك يعد من المجددين على راس المائتين انتهى۔ وامّا القسم الثّالث فاتصف به كثيرون من الاصحاب الحنفيّة كما

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا شرط ہے۔ مالکی مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوئے ہین انہین سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا ہے (جیسے ابن عبد البر اور ابوبکر بن عربی) انکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور نہین۔ امام احمد کا مذہب پُرانے اور نئے زمانہ مین کم رہا پر انہین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی مین وہ سب تمام ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ اس مذہب کے رہے۔ رہا شافعی مذہب اسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور مفسر اور حدیث کے شارحین سب مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق تھے انمین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا سبھی اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین (نئے طریق نکالنے والون) سے شمار ہوا **آب**

ذکرہ مفصلاً وفی بقیة المذاهب ایضا کثیرون بلغوا هذه المرتبة

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور رد المحتار حاشیہ دُرّ المختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیے ہین بعینہ اِس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۰) منقول ہو چکا ہے

لعلك تتفطن من هذ البحث انه ليس كل ما في الفتاوى المعتبرة المختلطة كالخلاصة والظهيرية وفتاوى قاضيخان وغيرها من الفتاوى التي لم يتميز اصحابها بين المذاهب والتخاريج وغير قول ابي حنيفة و صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب على الناظر فيها ان لا يتجاسر على نسبة كل ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز بين ذلك وبين هذا اشكل الامر عليه ألا ترى في مسئلة العشر في العشر في بحث الحياض فان الفتاوى مملوة

اِسکے بعد فرمایا ہے شاید تونے اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل اُن گذشتہ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضیخان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین یہہ سبھی امام ابوحنیفہ اور اُنکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انہین سے اُن ائمہ سے منقول ہین بعض فقہاء کے مستنبط مسائل بعض فقہاء کی تخریجات۔ لہٰذا ان مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیے کہ ان سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہہ تمیز نہین کرتا اُسکو بہت سے مسائل مین اشتباہ واشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ دہ دردہ

من اعتياده والفتوى عليه مع انه ليس مذهب صاحب المذهب وانما مذهبه كما صرح به محمد في الموطا وقدماء اصحابنا هو انه لو كان الحوض بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة فيه والا يتنجس ومن لم يتيقنه وظن انه مذهب صاحب المذهب تعسر عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي معتمد عليه وقد حققت هذا البحث بما لا مزيد عليه في شرح شرح الوقاية فليراجع وكذلك مسئلة الاشارة في التشهد فان كثيرا من كتب الفتاوى متواردة على منعها وكراهتها فيظن الناظرون فيها انه مذهب ابي حنيفة وصاحبيه فيشكل عليهم الامر بورود احاديث متعددة قولية وفعلية تدل على جوازها وسنيتها قال علي القاري المكي في رسالته تزئين العبارة لتحسين الاشارة بعدما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے اور اس پر فتوی دینے سے پر ہین باوجودیکہ یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی (چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم علمانے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس نہین ہوتی۔ جو اس بات کو خوب نہین سمجھتا اور وہ دردہ کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی التحیات مین اشارہ بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاوون کا اسکی ممانعت وکراہت پر اتفاق ہے اور فتاوون کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و فعلی اشارہ کے جواز و مسنون ہونے پر شاہد ہین پھر اس مذہب کراہت وممانعت کی کیا اصل ہے ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف في هذه المسئلة ولا في جواز الاشارة بل قال به امامنا الاعظم وصاحباه وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر علماء الامصار والاعصار وقد نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتاخرون فلا اعتداد لما ترك هذه السنة الاكثرون من سكان ماوراء النهر واهل خراسان والعراق وبلاد الهند ممن غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق والتاييد من التعلق بالقول السديد وقد ذكر محمد في موطائه حديثا في ذلك ثم قال وبصنيع رسول الله صلى الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي حنيفة ونقل الشمني في شرح النقاية انه قال ابو يوسف في الامالي انه يعقد الخنصر والبنصر ويحلق بالوسطے والابهام ويشير بالسبابة انتهے كلامه ملخصا ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيداني حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے بعد کہاہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا۔ بلکہ خود امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور زمانون کے علمار اسکے قائل ہین اور ہمارے مشائخ متقدمین ومتاخرین بھی اسکو تبصریح بیان کرچکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر وخراسان وعراق وہند کے رہنے والون نے (جنپر تقلید غالب ہوگئی ہے اور انسے تحقیق فوت ہوئی ہے) اسکو ترک کررکھاہے اسکا کچھ بھی اعتبار نہین۔ امام محمد نے اپنے موطا اِس باب مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا کہ ہم بھی آنحضرتؐ اس فعل پر عمل کرتے ہین اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اور شمنی نے شرح نقایہ مین کہاہے کہ امام ابویوسفؒ نے امالی مین فرمایاہے کہ اشارہ کرنیکے وقت سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی کا حلقہ بناوے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے۔ پھر ملا علی قاری نے کہاہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

بالسبابة كاهل الحديث اى مثل اشارة جماعة يجمعهم العلم بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا منه خطأ عظيم وجرم جسيم منشأه الجهل عن قواعد الاصول و مراتب الفروع من النقول ولولا حسن الظن به وتأويل كلامه بسببه لكان كفره صحيحًا وارتداده صريحًا فهل يحل لمؤمن ان يحرم ما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ماكاد ان يكون متواترًا في نقله ويمنع جواز ما عليه عامة العلماء كابرًا عن كابر انتهى فظهر منه ان قول النهى المذكور في الفتاوى انما هو من تخريجات المشائخ لا من مذهب صاحب المذهب فقس عليها امثاله وهي كثيرة لا تخفى على المحقق واذا عرفت هذا فيسهل الامر في دفع طعن المعاندين على الامام ابي حنيفة وصاحبيه فانهم طعنوا في كثير من المسائل المندرجة في فتاوى الحنفية انها مخالفة للاحاديث الصحيحة او انها ليست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام نماز مین اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم ہے جسکا منشا و سبب قواعد اصول و مراتب فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کھلم کھلا تھا بھلا کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین منع کرسکتا ہے؟۔ ملا علی قاری کا کلام تمام ہوا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو فتاوون مین ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء مذہب کی تخریجات سے ہے۔ اسپر اسکے نظائر کو قیاس کرلے۔ جب تونے یہہ جان لیا تو اب تجہے امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متاصلة على اصل شرعي ونحو ذلك وجعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و مذاهبهم وليس كذلك بل هي من تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ ايضًا فانهم لم يقرروها مع علمهم بكونها مخالفة للاحاديث اذ لم يكونوا متلاعبين في الدين بل من كبراء المسلمين بهم وصل الينا ما وصل الينا من فروع الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث ولو بلغتهم لم يقرروا على خلافها فهم في ذلك معذورون وماجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے کا ذریعہ بنایا ہے یہہ سمجھکر کہ یہہ مسائل ان امامون کے مسائل ہین اور انکے مذہب مین داخل۔ اور حقیقت مین بات یون نہین۔ وہ مسائل تو صرف حنفی علماء کے مسائل ہین جو انہون نے اصول امام سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث صحیحہ کے مخالف نکلے۔ لہذا ان مسائل کے سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہوسکتا۔ بلکہ اون علماء (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون) پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ و دانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے۔ اسلیئے وہ ان مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا کرنے پر ماجور۔

اسکے **بعد** مولوی صاحب نے امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کردو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما آخر للمسائل فنقول الفروع المذكورة في الكتب على طبقات الاولى المسائل الموافقة للاصول الشرعية المنصوصة في الآيات او السنن النبوية او الموافقة لاجماع الامة او قياسات ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها نص شرعي جلي او خفي والثانية المسائل التي دخلت في اصول شرعية ودلت عليها بعض آيات او احاديث نبوية مع ورود بعض آيات دالة على عكسه او احاديث ناصة على نقيضه لكن دخولها في الاصول من طريق اصح واقوى مما يخالفها وروده من سبيل اضعف واخفى وحكم هذين القسمين هو القبول كما دل عليه المعقول والمنقول والثالثة التي دخلت في اصول شرعية مع ورود ما يخالفها بطرق صحيحة قوية والحكم فيه لمن اوتي العلم والحكمة اختيار الارجح بعد وسعة النظر ودقة الفكرة ومن لم يتيسر له ذلك فهو مجاز في ما هنالك والرابعة التي لم يستخرج الا من القياس وخالفه دليل فوقه غيره قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی میں ایک اور تقسیم بیان کر سکتے ہیں وہ یہہ کہ مسائل مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہیں اول وہ مسائل جو اصول شرعیہ آیات و احادیث و اجماع امت کے موافق ہیں یا وہ قیاس++ مجتہدین کے موافق ہیں اور کوئی نص آیت و حدیث انکے مخالف نہیں ہے

درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و احادیث کے موافق ہیں اور بعض آیات احادیث کے مخالف۔ پر جن آیات و احادیث کے وہ موافق ہیں وہ ثبوت اور دلالت میں زیادہ قوی ہیں۔ اِن دو قسموں کا حکم یہہ ہے کہ وہ مقبول ہیں چنانچہ معقول و منقول اسپر شاہد ہے

درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے موافق ہیں پر ویسے ہی صحیح و قوی دلائل انکے مخالف بھی ہیں۔ اِن مسائل کا حکم یہہ ہے کہ جسکو علم اور سمجھ ہو وہ اپنے فکر و نظر کو کام میں لاوے جسطرف ترجیح دیکھے اسکو اختیار کرے۔ اور جسکو یہہ امر (قوت ترجیح) میسر نہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے میلان کرے

درجہ چہارم وہ مسائل جنپر صرف قیاس شاہد ہے اور کتاب و سنت و اجماع کی شہادت اسکے خلاف ہے۔

++ اہل ظواہر کو حجیت قیاس سے اتفاق نہیں ہے دیکھو ضمیمہ حصہ یازدہم نمبر ۱۶ مطبوعہ سنہ ۸۸ ع

للاندراس وحكمه ترك الادنى واختيار الاعلى وهو عين التقليد في صورة ترك التقليد والخامسة التي لم يدل عليها دليل شرعي لا كتاب ولا حديث ولا اجماع ولا قياس مجتهد جلي او خفي لا بالصراحة ولا بالدلالة لانها من مخترعات المتأخرين الذين يقلدون طرق آبائهم و مشائخهم المتقدمين وحكمه الطرح والجرح فاحفظ هذا التفصيل فانه قل من اطلع عليه وباهماله ضل كثير عن سواء السبيل

اسکا حکم یہہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے اور اس سے اعلی دلائل (کتاب و سنت و اجماع) کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم** وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی جاتی ہے۔ نہ حدیث کی نہ اجماع کی۔ نہ قیاس کی بلکہ وہ ان متاخرین کے (جو اپنے بزرگون اور پہلے علماء کے مقلد ہوتے ہین) بنائے ہوئے مسائل ہین۔ اسکا حکم یہہ ہے کہ انکو پہینک دیا جاوے اور توڑا جاوے۔ **اس تفصیل** کو یاد رکھ کہ اس سے کم لوگ واقف ہین۔ اور اسکو چھوڑنے سے بہت لوگ سیدہے رستہ سے بہک گئے ہین۔

ناقل و مترجم کہتا ہے یہہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ مسائل مخالفہ حدیث جو کتب فتاوون مین ہین انکے سبب امام ابو حنیفہ پر طعن مناسب نہین یہہ نہایت درست و راست و انصاف کی بات ہے جسپر ہمارا دلی اعتقاد ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین صفحہ ۱۸۱ اسے ۱۸۴ تک ہمنے بہت بسط و تفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے اون اہلحدیث بہائیون کی خدمت مین (جو آجکل امام ابو حنیفہ کی غلطیان ظاہر کرتے ہین) یہہ التجا کی ہے کہ جس مسئلہ مین امام صاحب یا انکے شاگردون پر غلطی کا الزام قائم کرین اس مسئلہ کو ان ائمہ سے بتحقیق ثابت کرلین صرف شرح وقایہ و در مختار و قاضیخان وغیرہ فتاوون کی نقل و روایت پر اعتماد کرکے ان کتابون کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال نہ سمجھ لین میرے بہائی اس بات کو پہر غور و انصاف سے سوچین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین مکرر ملاحظہ فرماوین۔ **ایسا ہی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین ۔ یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک مانی منائی ہوئی ہے ۔ ہمنے اسکی تفصیل بھی اپنے ضمیمہ اخبار نمبر یازدہم مطبوعہ مارچ سنہ ۷۸ مین بخوبی کی ہے ۔

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اسمین ہمارے نزدیک تفصیل بکار ہے ۔

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین ۔ ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکی صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح وحسان جمع ہو چکی تھین) سبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے ۔ بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین حجۃ اللہ البالغہ سے ہو چکا ہے) وہ تو اپنے اس خیال کے سبب معذور ہین ۔ اور جنکو استدلال کتاب و سنت سے توقف نہ تھا وبا اینہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا ۔ اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ یا مسئلہ دہ وردہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو مقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا ۔ وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے ۔

ان ھی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷ مین فرمایا ہے ———

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رھیناکا	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اوپر نقل کی ہین

اشتهر عنه من ذم الرأي والتبري منه ومن تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى دونت احاديث الشريعة بعد رحيل الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين وتابع التابعين في المدائن والقرى والثغور كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث جمعها في عصرهم من المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة القياس في مذهبه وقلته في مذهب غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرتا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام ابوحنیفہ رح پاتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسون کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسے اوروں کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت (یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھے تو اونکے مذہب مین بہ نسبت اور اامونکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا اُنمین نص نپائی - بخلاف اور اامون کے کہ اُنکے زمانہ مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور بستیون مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابوحنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے اُسنے یہہ

اس کا مفصل [illegible] ١٣٠٩ [illegible]

ويتركون الحديث الذي صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعه غير معذورين۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بالاختصار اپنے رسالہ کے ص ۱ مین نقل کیا ہو اور اسپر ایسی تفریع کی ہو جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہو جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان في هذا الباب الى الفرقتين فطائفة قد تعصبوا في الحنفية تعصبا شديدا والتزموا بما في الفتاوى التزاما شديدا وان وجدوا حديثا صحيحا او اثرا صريحا على خلافه زعموا انه لو كان هذا الحديث صحيحا لاخذ به صاحب المذهب ولحكم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابي حنيفة من تقديم الاحاديث والاثار على اقواله الشريفة فترك مخالف الحديث الصحيح راى سديد وهو عين تقليد الامام لا ترك تقليد وطائفة زعموا ان الامام قاس على خلاف حديث وهجرها ورد بالشرع والاثار فظنوا في حقه ظنونا سيئة واعتقدوا

لوگ پرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے اُنہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح اُنکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لیتا اور اسکے خلاف حکم نہ دیتا۔ اور اُنکی یہہ بات اُنکی جہالت ہے اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کو عمداً چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے۔ سو انہون نے اُنکے حق مین بدظنی کی اور اُنکی نسبت برا اعتقاد جمایا۔

عقائد قبیحۃ ومطالعۃ المیزان لہم نافع ولا وہامہم دافع فلیتخذ العاقل مسلک البین ویہجر طریقۃ الطائفتین انتہی۔

کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور اُنکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کری اور اُن دونو فریق کی راہ چھوڑ دے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھہ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ و طبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم و زبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بہی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز و اقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ و مسلّم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بہی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین - اسلیے اس کلام کا بتمام و کمال اسمقام مین نقل کرنا موجب وسعت نظر و مورث زیادہ بصیرت اہل تحقیق معلوم ہوتا ہے جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین۔

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام الٰہی ست و طریق معرفت آن ہا کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین و استنباط از کتاب و سنت ست و آنرا در عرف علما فقہ گویند و فقہا را مذاہب مختلف ست و مسالک متنوع و متاخران را در اختیار مذاہب فقہا و عمل بر آنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند و در کلیات و جزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفینہ مجبور علیہ باشند و این راہ مبارک ست کسی را کہ از علم کتاب و سنت بہرہ نیافتہ باشد و در مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب و سنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب و سنت دانند و غالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب و سنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند و تقلید دیگران

مسئله بکسبی کنند که قول او موافق بوده باشد وکتاب وسنت را اگر مخالف مذهب متبوع خود افتد
رد نکنند و عمل بر آن ممتنع ندانند و نگویند که ذمهٔ ما مشغول شده است بتقلید شخصی پس ما را تخلف از
اتباع وی ممتنع ست اگرچه حدیثی بما مخالف نص متبوع خود برسد و تاویل فاسد که طبع سلیم از
قبول وی ابا کند برای احکام وضع متبوع خود راست نکنند و ظن غالبی که از احادیث مرویه در کتب
مشهوره حاصل میشود بمکابره انکار نکنند و دیده و دانسته را بجهل مرکب نادیده و نادانسته
نشمارند و اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالی ام+ آتیناهم کتابا من قبله فهم به
مستمسکون بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی آثارهم مهتدون - ‡ وکذلک
ما ارسلنا من قبلك فی قریة من نذیر الا قال مترفوها انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی
آثارهم مقتدون - قال ‡‡ اولو جئتکم باهدی مما وجدتم علیه آباءکم قالوا انا بما ارسلتم به
کافرون - ‡‡‡ واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه آباءنا اولو کان
آباؤهم لا یعقلون شیئا ولا یهتدون داخلست و جمعی از متاخران که علم سنت و آثار کسب کرده باشند کنند
تتبع کلام فقیهی کنند از فقهاء اسلام پس احادیثی و آثاری که آن فقیه بآن تمسک کرده است روایت
و بطریق تطبیق احادیث متخالفه و ماخذ احکام آشنا شوند و انتصار مذهب خود کنند و بتفریع بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تہامے ہوئے ہین- نہین- انہون نے تو یہی کہاہے کہ ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدمون پر چلینگے-

‡ ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا نہ بہیجا مگر وہان کے اہل نعمت نے کہا ہمنے اپنے بڑون کو ایک طریق پر پایا ہے- ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے-

‡‡ نبی نے کہا کہ بہلا اگر مین تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہون جو تمہارے بزرگون کی طریق سے زیادہ رہنما ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہین-

‡‡‡ جب انکو کہا جائے تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اتارا ہے تو کہتے ہین کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بڑون کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھہ عقل نرکہتے ہون اور نہ راہ پانے والے-

امام خود مشغول شوند و این جماعه را مجتهد فی المذهب گویند و بمتبوع منسوب کنند حنفی یا شافعی مثلاً و این راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک کتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برای احکام وضع خود و هدم وضع مخالف والله اعلم و حکی از نعم آلهی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار متمسک هر یکی از فقهای اربعه اصحاب مذاهب مشهوره را روایت کرد و صنائع ایشان در استنباط اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات هر یکی مطلع شد نه بآن معنی که ظهر الغیب یاد گرفت بلکه قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادلهٔ ایشان بقوة قریبه از فعل بعد ازان تردد واقع شد در اختیار روشی و تعیین مسلکی که خود را بآن مقید کند زیراکه تشویش و اضطراب درین باب داء عضال ست و دید که اکثری را باعث بر تعیین مسلک عادت و الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین بر آنست که در اقلیم ایشان آن مذهب شائع ست یا آبا و اجداد یا استادان و مشائخ همان مذهب داشتند و این راه لائق کسی ست که بجز کتب یک مذهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقیهی جمع کنند و محبتی باوی بهم رسانند و غافل باشند از مناقب فقیه دیگر یا غشاوهٔ تعصب چشم بصیرت ایشان را پوشیده باشد و سلوک درین راه نیز آئین این طبیعت نبود پس بتضرع تمام و جمع همت متوجه شد بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکے نمود و استخاره کرد پس برکتی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت بتعیین مسلکی و اختیار مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد ازان سند خود در ماخذ ائمهٔ اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمایم و بالله التوفیق —

برین تعبیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام و مختصر مزنی مسطور ست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقائیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن سوم تخریجات اصحاب وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان .

364

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه واقعست ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات علما و این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داود و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علما متقدمین و متاخرین بر آن رفته اند و دران باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود مرتبه سیوم حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک خود ساخته باشند و اسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع شده باشد خصوصا علماء مدینه با آن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین آنهاست مذکور شده باشد و حفاظ حدیث مثل شافعی و بخاری و مسلم تعقب بر آنها نکرده یا تشبث بحدیثی یا باقوال اکثر اهل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشد لیکن علماء مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بران اقامت کرده اند و بعد از ایشان جماعتهای بسیار بر وفق ایشان رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظاهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بالضعف یا مرویه در کتب غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علما فقه آن را استنباط کرده اند و دران باب اقوال ایشان مختلف آمده و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشد و وجوه و ماخذ دران باب مختلف ست

وفی الکافی والحمیدی ای لایکون ادنی درجة من قول المفتی وقول المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول الرسول اولی وعن ابی یوسف خلاف ذلک لان علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حقہ الی معرفة الاحادیث وان عرف تاویلہ یجب الکفارة وفی کتاب المسافری الاتفاق واما الجواب عن قول ابی یوسف ان علی العامی الاقتداء بالفقهاء فمحمول علی العامی الصرف الجاهل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلها لانہ اشار الیہ بقولہ لعدم الاهتداء الی معرفة الاحادیث وکذا قولہ وان عرف تاویلہ یجب الکفارة یشیر الی ان المراد بالعامی غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامة

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا چاہیئے۔ امام ابویوسف کا اسمین اختلاف ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی پیروی واجب ہے کیو اسکو حدیث کی پہچان نہین۔ اور اگر وہ اس حدیث کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ ۵ نمبر ۱ مین بیان ہوئی ہے) جانتا ہو (پہر عمداً روزہ افطار کرے) تو اسپر کفارہ نہین۔ کتاب مسافری مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے۔

امام ابویوسف کے قول کا جواب یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے ومراد نہ جانے اس مراد کی طرف اُنکے اس قول کا اشارہ ہے کہ ”اسکو حدیث کی پہچان نہین“۔ ایسا ہی انکا یہہ قول کہ ”اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے“ اشارہ کرتا ہے کہ عامی سے اُنکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو۔ (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عامہ کیطرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پس این مراتب را آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد از آن واضح ساختند که طریق تتبع این جادهٔ قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و موطا را بحثاً و درایةً بخواند و کتاب شرح السنه را نیک بفهمد و با خلاف و اتفاق علما آگاه شود و ما شک نداریم که هر که چنین کند و فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جادهٔ جلیه پس آن رد و تخلف از آن جائز نیست و اگر از تخریجات است لازم نیست در ان تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می کنند و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی از انجهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف قرأت و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف اختلاف صواب است قطعاً یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جادهٔ جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را وجهی هست و شاهدی و قرینه پس هر یکی بحسب تحری غالب خود عمل کند زیرا که از جاهای بسیار شارع ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جادهٔ قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری حاصل شود بمذاهب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد هیچ وجهی توقف کند یا تقلید فقیه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی است هر دو طریق را صحیح دارد و بصحت هر دو فتوی دهد بهر دو مره بعد اخری لا جمیعاً عمل بکند و اگر اختلاف در قضایا باشد البته بیک راه رود و تلون را بگذارد که مورث تهمت است پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بگیرند والا بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آنست که مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و مخالف قواعد مقرره مشهوره است پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیا

یعنی حکم مقدمات ۱۲

(305)

فضيلة ما سبقهم اليها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون
وهم ابن جريج وسفيان ابن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن
عمر واسمعيل بن امية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز ابن ابي سلمة
وعبد العزيز الداوردي وابراهيم ابن سعد بالمدينة وسعيد ابن ابي عروبة وحماد
بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيى وجرير بن
حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسوار بن عبد الله
وعبد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشير بواسط وسفيان
الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن يحيى وشريك وابو حنيفة و
زهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد
بن عبد العزيز والزبيدي والقاضي حمزة بن يحيى وشعيب بن ابي حمزة بالشام
والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم
احد اخذ بقول امام من قبله فقبله كله دون ان يرد منه شيئا ثم وجدت
بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان
وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع
ويحيى بن آدم وحميد بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم
والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة
وابو داود الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري
ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

سفیان بن عیینہ مکہ مین اور فلان فلان (۲۴) علما مدینہ وبصرہ و واسط وکوفہ وشام
ومصر مین) یہہ سب کے سب اسی طریق پر تھے جو ہمنے بیان کیا ہے - انمین کوئی
ایسا نہ تھا جسنے پہلون سے کسی ایک امام کے سبھی قول مان لیے ہون کسی ایک کو
رد نکیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون کو پایا جنہون نے انہی کا طریق اختیار کیا تھا -
جیسے یحیی بن سعید وغیرہ (۸۳ علما) انمین سے بھی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وابنه عبد الصمد ووهب بن جریر وزاهر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمر وابی عاصم النبیل والمعتمر بن سلیمان والنضر بن شمیل ومکی بن
ابرهیم والحجاج بن منهال وابی عامر العقدی وعبد الوهاب الثقفی والمزکی
ووهیب بن خالد وعبید الله بن نمیر وغیرهم ما من هؤلاء احد قلد اماماً کان
قبله ثم تلاهم علی مثل ذلک احمد بن حنبل واسحق بن راهویه وابو ثور و
ابو عبید وابو خیثمة وابو ایوب الهاشمی واسحق الفزاری ومخلد بن الحسین و
محمد بن یحیی الذهلی وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبة وسعید بن منصور و
بن
قتیبة ومسدد والفضل بن دکین ومحمد بن المثنی وبندار ومحمد بن عبد الله
نمیر ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفرانی وسلیمان بن حرب وعارم وغیرهم
لیس منهم احد قلد رجلاً وشاهدوا من قبلهم وراوهم فلم یروا انفسهم فی سعة
ان یقلدوا وادینهم احد منهم ثم اتی بعد هؤلاء البخاری ومسلم وابو داؤد و
النسائی ومحمد بن سنجرة ویعقوب بن شیبة وداؤد بن علی ومحمد بن نصر المروزی
وابن المنذر ومحمد بن جریر الطبری ومحمد وتقی بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الحسینی وغیرهم ما منهم احد اتی الی امام قبله فاخذ قوله کله فقلده بل
کل هؤلاء نهی عن ذلک وانکره ولم اجد احداً یوصف بالعلم قدیماً وحدیثاً یستجیز التقلید

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے - انمیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری مسلم وابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمیں بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا ہے اور سپر
انکار صریح فرمایا ہے - ہمنے قدیم وجدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

یہ چاروں ضمیمے مطبع مفید عام لاہور مین چھپے -